عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۱ | ۱۴ تا ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷ اکتوبر ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳۷

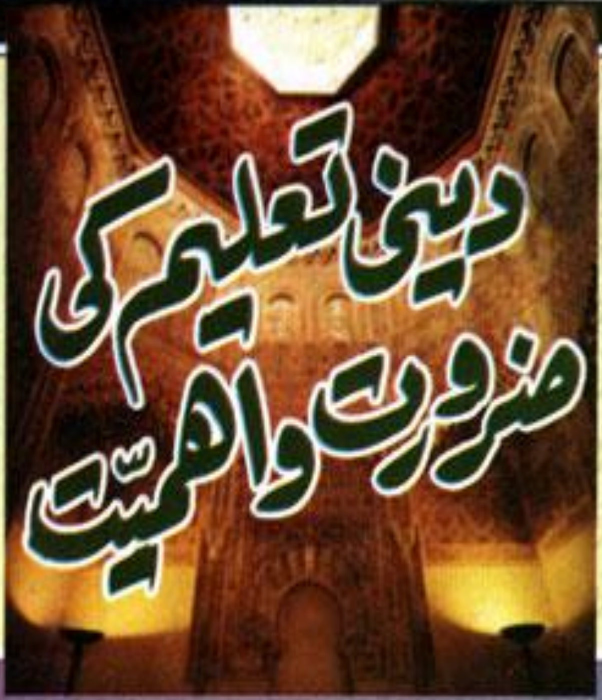

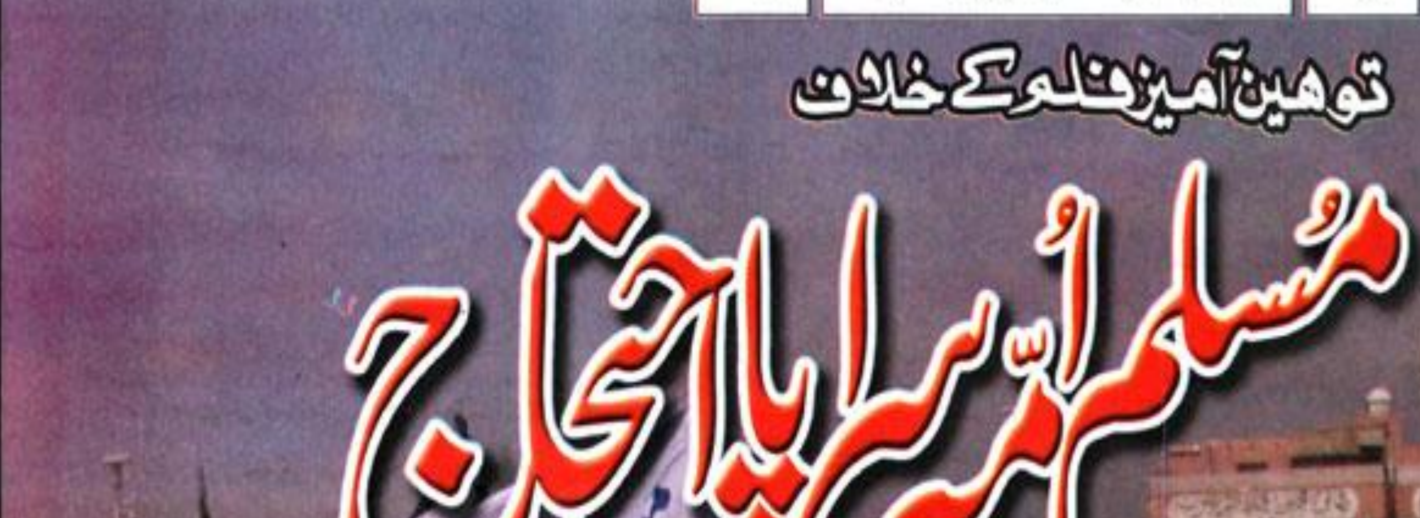

جنگ ستمبر 1965 اور چند تلخ حقائق

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.
http://www.khatm-e-nubuwwat.

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قضا نمازوں کا فدیہ

بجیہ قریشی بنت امان علی، کراچی

س:...... میری ۱۷ سال ۹ مہینے کی فجر، ظہر، عشاء (وتر) کی نماز قضا رہی۔ عصر اور مغرب کی پابندی سے پڑھتی رہی۔ اب میں ان قضا نمازوں کا فدیہ دینا چاہتی ہوں آپ حساب کرکے بتادیں کہ کتنی رقم بنے گی؟

ج:...... واضح رہے کہ ایک دن کی وتر سمیت کل چھ نمازیں بنتی ہیں اور فدیہ دینے کی صورت میں چھ نمازوں کے اعتبار سے ایک نماز کا فدیہ صدقۂ فطر کے برابر دینا ہوتا ہے۔ صدقۂ فطر کی مقدار پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے جو کہ آج کل کے حساب سے ۷۰ روپے بنتی ہے۔ لہٰذا بصورت مسئولہ آپ کی ۱۷ سال ۹ مہینے کی نمازوں کا فدیہ اچھا خاصا بن جائے گا، بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی نمازوں کا حساب کرکے نوٹ کرلیں اور ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھ لیں اور کبھی فرصت ہو طبیعت بہتر ہو تو زیادہ بھی پڑھ لیں اور پھر ادا کی ہوئی نمازوں کو ٹوٹل میں سے تفریق کرلیں۔ نمازوں کا فدیہ زندگی میں نہیں دیا جاسکتا بلکہ مرنے کے بعد ایک تہائی ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا، بشرطیکہ مرحوم وصیت کر جائے۔ اس لئے آپ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھ لیں کہ اتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں اور اتنی میں نے ادا کرلیں، باقی رہ جانے والی نمازوں کا فدیہ ادا کردیا جائے۔

قضا روزوں کی ادائیگی

س:...... بچوں کی پیدائش اور عجز کی وجہ سے ۳۰۰ روزے چھوٹے ہیں، تقریباً ۱۵ سے ۲۰ سال سے میرا معمول ہے کہ میں ہفتے میں تین روزے رکھتی تھی مگر نیت نفل کی ہوتی تھی۔ لاعلمی کی وجہ سے نیت فرض روزے کی نہ کی ورنہ یہ روزے پورے ہوجاتے، میں سمجھتی تھی کہ نماز کی طرح روزے بھی معاف ہیں؟

ج:...... خواتین کو ایام کے دوران نماز معاف ہوجاتی ہے، مگر روزے بعد میں ادا کرنے ضروری ہوتے ہیں اور فرض واجب روزوں میں ان کی نیت کرنا بھی ضروری ہے۔ نفلی روزے رکھنے سے فرض روزے ادا نہیں ہوئے۔ اس لئے اگر آپ روزہ بالکل نہیں رکھ سکتیں، بڑھاپے میں ضعف کی وجہ سے یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے آپ کو دوبارہ صحت مند ہونے کی امید نہ ہو تو ۳۰۰ روزوں کا فدیہ ادا کردیا جائے۔ ایک روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت جو کہ آج کل تقریباً ۷۰ روپے ہے، لیکن اگر سردیوں کے دنوں میں جب دن چھوٹے ہوتے ہیں، آپ روزہ رکھ سکتی ہیں تو آپ کے لئے روزے رکھنا ہی ضروری ہوگا، فدیہ دینا درست نہیں۔ اسی طرح فدیہ دینے کے بعد بیماری سے آپ صحت مند ہوگئیں اور آپ میں روزہ رکھنے کی ہمت پیدا ہوگئی تو فدیہ باطل ہوجائے گا اور روزے رکھنا ضروری ہوگا یا اس کی وصیت کرنا کہ میرے ذمہ اتنے روزے قضا ہیں ان کا فدیہ ادا کیا جائے۔

ترکہ کی تقسیم

س:...... میری ملکیت میں دس تولہ سونے کے زیور ہیں، جس گھر میں رہتی ہوں زمین میرے نام ہے اس کی رقم میرے شوہر نے ادا کی تھی، اس پر جو گھر تعمیر ہوا وہ میرے بیٹوں کے پیسے کا ہے، اسی سال والدین کے مکان سے مجھے اچھا خاصا ترکہ ملا ہے، آیا میں اس میں سے کچھ صدقہ خیرات کی وصیت کرسکتی ہوں؟ اس کا بٹوارہ کیسے ہوگا؟ میں یہی رقم نماز اور روزہ کی فدیہ میں بھی استعمال کروں گی، اس کے علاوہ میرے پاس رقم نہیں ہے، میرے دو بیٹے، دو بیٹیاں ہیں اور شوہر حیات ہیں۔

ج:...... ترکہ کی تقسیم مرنے کے بعد ہوتی ہے، زندگی میں انسان کو اپنی ملکیت پر مکمل اختیار ہوتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے، صدقہ خیرات کرے یا دیگر خیر کے کام کرے، آپ کے بعد اگر آپ کے شوہر زندہ ہوئے تو کل ترکہ میں سے ایک تہائی وصیت نافذ کرنے کے بعد شوہر کا چوتھا حصہ ہوگا اور باقی ترکہ کو چھ حصوں میں تقسیم کرکے ایک ایک حصہ آپ کی دونوں بیٹیوں کا اور دو دو حصے آپ کے ہر ایک بیٹے کے ہوں گے لیکن زندگی میں کسی کا کوئی حق نہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوت مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۱۴ تا ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق یکم تا ۷؍اکتوبر ۲۰۱۲ء — شمارہ:۳۷

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

تحت ہزارہ ضلع سرگودھا کے ایک قادیانی خاندان کا قبول اسلام	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
توہین آمیز فلم کے خلاف مسلم امہ سراپا احتجاج	۷	اشتیاق بیگ
مسلم امہ کی یکجہتی اور مذموم فلم	۹	نوخیز انور صدیقی
حج..... جذبہ عشق کی تسکین (۳)	۱۱	مولانا مفتی احمد الرحمن ہیبیٰ
دینی تعلیم کی ضرورت واہمیت	۱۳	مولانا زاہد الراشدی
دینی مدارس میں دنیوی تعلیم..... عواقب ونتائج (۲)	۱۶	مولانا مفتی ابولبابہ منصور
ختم نبوت کانفرنس بہاولپور	۱۹	مولانا محمد قاسم رحمانی
سرائے نورنگ میں یوم تحفظ ختم نبوت	۲۱	محمد ابراہیم ادہمی
کاغذ کی کشتی	۲۲	مولانا غلام رسول دین پوری
پشاور، مردان، نوشہرہ اور چارسدہ میں.....	۲۳	محمد نعیم اختر، قاری عاصم سیچ
جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء اور چند تلخ حقائق	۲۵	عمار یاسر

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

غم کے کنویں سے پناہ مانگنے کا بیان

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غم کے کنویں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! غم کے کنویں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا: وہ قاری جو اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے تھے۔" (ترمذی ج:۲ ص:۶۱)

اُوپر کی حدیث میں ان تین شخصوں کا تذکرہ گزر چکا ہے جن کو سب سے پہلے جہنم میں جھونکا جائے گا، ایک ریاکار قاری اور عالم، دُوسرا ریاکار سخی اور تیسرا ریاکار شہید۔ اس حدیث میں صرف ریاکار قاری کی سزا کا ذکر ہے کہ اس کے لئے جہنم کا وہ طبقہ مخصوص ہوگا جس سے خود جہنم بھی روزانہ سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، نعوذ باللہ منہ! شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ قرآن کریم کا علم سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے، اس شخص نے چونکہ اس عمدہ ترین نعمت کو گناہ اور معصیت کا ذریعہ بنایا اس لئے یہ سب سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوا۔ نیز قرآن کریم کا علم جس کو نصیب ہوا اس میں خوف و خشیت، عبدیت و انابت اور اخلاص و معرفت کی صفات بھی سب سے زیادہ ہونی چاہئیں اور ان صفات کا مقتضا یہ ہے کہ اس کے تمام اعمال خالصتاً لوجہ اللہ محض رضائے اِلٰہی کے لئے ہوں، اس کی نظر مخلوق سے یکسر اُٹھ جائے، لیکن جس بدقسمت کو قرآن کریم کے علوم حاصل ہونے کے باوجود ان صفات سے محرومی رہی ہو اس کا جہل بھی سب سے قبیح اور بدترین ہے، اس لئے بدترین سزا کا بھی مستوجب ہوا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حاملینِ قرآن کو اپنے اعمال کی نگہداشت کرنے اور ان کے اندر اخلاص پیدا کرنے کی دُوسروں سے زیادہ ضرورت ہے۔

اخلاص اور ریاکاری سے متعلقہ احادیث، حضرات محدثین عموماً اخلاق و آداب میں لاتے ہیں مگر امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کو "ابواب الزہد" میں درج فرمایا ہے، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ "زُہد" نام ہے دُنیا سے بے رغبتی کا، اور دُنیا میں دو چیزیں سب سے بڑھ کر مرغوب ہیں، ایک مال اور دُوسرے جاہ۔ ریاکار آدمی چونکہ اپنے اعمال سے مخلوق کو خوش کرتا اور مخلوق کی نظر میں معزز ہونا چاہتا ہے، اور اس سے اس کا مقصود لوگوں کی نظر میں معزز ہوکر حطامِ دُنیا کو جمع کرتا ہے، اس لئے یہ شخص دُنیا کا طالب ہے اور اس کا طرزِ عمل زُہد کے خلاف ہے۔ زُہد کے معنی صرف سامان کی قلت کے نہیں بلکہ زُہد سے مراد یہ ہے کہ دُنیا آدمی کے دل سے نکل جائے، حُبِ مال اور حُبِ جاہ کی اس کے دل میں کوئی جگہ نہ رہے، حق تعالیٰ یہ دولت ہم سب کو نصیب فرمائے۔

نیک عمل سے خوش ہونا

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک آدمی کوئی نیک عمل کرتا ہے جس سے اس کو مسرت ہوتی ہے (کہ حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے فضل و انعام سے مجھے اس کارِ خیر کی توفیق مرحمت فرمائی)، پھر لوگوں کو اس کے اس نیک عمل کی خبر ہوجاتی ہے تو اس کو یہ بات پسند آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو دو اَجر ملیں گے، ایک اجر پوشیدہ عمل کرنے کا، اور دُوسرا اَجر علانیہ عمل کرنے کا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۶۱)

اس حدیث میں دو مضمون ہیں، ایک اپنے نیک عمل پر خوش ہونا، دُوسرے کسی پوشیدہ عملِ صالح کے ظاہر ہونے پر خوش ہونا۔ اپنے نیک عمل پر خوش ہونے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ آدمی اس کو اپنا کمال تصوّر کرے، یہ مذموم ہے، کیونکہ اس سے قلب میں عجب اور خود پسندی پیدا ہوگی، اور دُوسری صورت یہ ہے کہ اس نیک عمل کو مالک کا عطیہ سمجھے کہ میری اہلیت و استحقاق کے بغیر اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمادی، اور ایک ذرّۂ ناچیز کو اپنے لطف و عنایت کا مورد بنالیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے نیک عمل پر خوش ہونا صحیح ہے، اور یہ خوشی دراصل شکرِ الٰہی کا ایک مظہر ہے، اس لئے کہ اس صورت میں بندے کی نظر اپنے عمل پر نہیں، بلکہ محض مالک کے انعام و احسان پر ہے، اور اس سے اس کے دل میں غرور و پندار اور عجب و خود پسندی پیدا نہیں ہوگی، بلکہ اس کے خشوع اور عبدیت میں اضافہ ہوگا۔

دُوسرا مضمون اس حدیث میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی نے محض رضائے اِلٰہی کے لئے پوشیدہ طور پر عمل کیا تھا، نہ عمل کرتے وقت مخلوق کی رضا اس کے پیشِ نظر تھی، اور نہ اس کی یہ خواہش تھی کہ اس کا یہ عمل لوگوں کو معلوم ہوجائے، اس کے باوجود اگر اتفاقاً اس کا پوشیدہ عمل لوگوں پر ظاہر ہوجائے اور اس پر طبعی مسرّت ہو تو اس کا یہ عمل ریاکاری میں شمار نہیں ہوگا، بلکہ اس پر اس کو دُہرا اَجر ملے گا، ایک اجر پوشیدہ عمل کا اور دُوسرا اَجر علانیہ عمل کرنے کا۔ ریاکاری تو اس لئے نہیں کہ اوّل و آخر اس کا مقصود محض اللہ تعالیٰ کی رضا تھی، اب اس کے ظاہر ہونے پر اسے جو خوشی ہو رہی ہے وہ طبعی ہے، چنانچہ اگر خدانخواستہ کسی بُری حالت میں کوئی شخص اس کو دیکھ لیتا تو طبعاً اس کو ناگوار ہوتی، اسی طرح اگر کسی نے اس کو اچھی حالت میں دیکھ لیا تو اس پر غیر اختیاری خوشی بھی طبعی اَمر ہے، اس لئے اس طبعی خوشی کو ریاکاری میں شمار نہیں کیا جائے گا، اور دُہرا اَجر اس کو اس لئے ملے گا کہ اس نے جب یہ عمل کیا تھا تو محض رضائے اِلٰہی کے لئے پوشیدہ طور پر کیا تھا، اور یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ خدا تعالیٰ کے سوا اس کے اس عمل پر کوئی دُوسرا شخص مطلع ہو، اس لئے وہ پوشیدہ عمل کے اجر کا مستحق ہوا۔ پھر جب اس کا عمل غیر اختیاری طور پر ظاہر ہوگیا تو وہ پوشیدہ عمل نہ رہا، بلکہ علانیہ بن گیا، اور علانیہ عمل میں بھی اگر محض رضائے اِلٰہی مقصود ہو تو وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے، جیسے نماز پنج گانہ اور دیگر فرائض علانیہ ہی ادا کئے جاتے ہیں، اور اس علانیہ عمل سے شاید دُوسروں کو بھی اعمالِ صالحہ کی ترغیب ہو، اس لئے اس کے موجبِ اجر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی نے محض لوجہ اللہ کوئی نیک عمل کیا ہو اور حتی الوسع اس کے اخفا کی بھی کوشش کی ہو، اس کے باوجود اگر وہ ظاہر ہوجائے یا لوگ اس عمل پر اس کی تحسین و تعریف کریں تو اس سے عمل کا اجر باطل نہیں ہوتا، تاوقتیکہ عمل کنندہ کی نیت میں بگاڑ نہ آئے۔

البتہ اگر عمل کرتے وقت یہ خواہش ہو کہ لوگوں کو اس کا علم ہوجائے تاکہ وہ میری تعریف کریں، یا خود نمائی کے ارادے سے خود اس عمل کا اظہار کرے تو یہ ریاکاری ہے۔

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اسلام جیت گیا، قادیانیت ہار گئی!

تخت ہزارہ ضلع سرگودھا کے ایک قادیانی خاندان کا قبولِ اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ضلع سرگودھا میں ایک دوست ہیں، جناب عبدالقیوم عاصم، انہیں عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں حق تعالیٰ نے دل دردمند دیا ہے۔ وہ اس کے لئے شب وروز فکر مند رہتے ہیں۔ قادیانی اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں فون پر کبھی کبھار وہ بات کرتے ہیں۔ آج ۱۳؍ستمبر ۲۰۱۲ء کو انہوں نے فون پر مبارک باد دی کہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں ایک قادیانی خاندان مسلمان ہوگیا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ میں چناب نگر ہوں۔ آپ یہاں آجائیں تو زبانی تفصیلی حالات معلوم ہوجائیں گے۔ میرا خیال تھا کہ وہ سرگودھا سے تشریف لائیں گے، قریب ہے مگر انہیں بہت دور سے تشریف لانا پڑا۔ آنے جانے پر ان کے پانچ گھنٹے صرف ہوئے۔ لیکن ان کی شفقت کہ وہ تشریف لائے۔

انہوں نے بتایا کہ تخت ہزارہ میں ایک آرائیں فیملی ہے جو قادیانی تھی۔ اس فیملی کے سربراہ شوکت احمد ہیں۔ اُن کے والد صاحب کا نام احمد تھا۔ شوکت صاحب کے دو بیٹے ہیں۔ عمران اور اکرام ان کی تین بیٹیاں ہیں اور ایک اہلیہ مجھے (عبدالقیوم صاحب کو) معلوم ہوا کہ وہ پورا خاندان جو سات افراد پر مشتمل ہے مسلمان ہوگیا ہے۔ قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا ہے۔ نئے سرے سے ان کا نکاح ہوا ہے۔ قبول اسلام انہوں نے اپنے گاؤں کے امام مسجد جو سید بھی ہیں مولانا سید شبیر حسین شاہ کے ہاتھ پر کیا ہے۔ ان کے اسلام لانے پر پورے قصبہ تخت ہزارہ میں خوشی منائی گئی۔ دیگیں چڑھائی گئیں۔ مٹھائیاں تقسیم ہوئیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ مجھے شوق ہوا کہ میں اس گاؤں میں خود جاکر ان نومسلم حضرات سے ملوں اور ان سے اظہار خوشی کروں۔

چنانچہ ایک اسکول ماسٹر جناب شکیل خان سے رابطہ کیا۔ انہوں نے حامی بھری۔ عبدالقیوم صاحب وہاں گئے۔ بہت سارے دوستوں سمیت شوکت احمد صاحب کے گھر حاضر ہوئے۔ مٹھائی پیش کی، مبارکباد دی۔ اتنے میں بیسیوں اور دوست جمع ہوگئے۔ شوکت صاحب سے قبول اسلام کی کہانی دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ جناب عبدالمجید صاحب ہمارے بزرگ ہیں۔ دور کی رشتہ داری وتعلق کے باعث احترام میں ہم انہیں چچا کہتے ہیں۔ یہ پہلے قادیانی تھے۔ عرصہ ہوا مسلمان ہوگئے۔ وہ برابر ہمیں تبلیغ کرتے رہتے تھے کہ قادیانیت دھوکہ وفراڈ ہے۔ کذب ودجل ہے اسلام کے نام پر اسلام کو بدنام کرنے اور اسلام کے تشخص کو برباد کرنے کی اغیار کی ایک سازش ہے۔ وہ ہمیں دلائل سے قائل کرتے رہے۔ تا آنکہ اللہ رب العزت نے ہمارے سینے کھول دیئے۔ ہم نے اسلام قبول کرنے اور قادیانیت کو ترک کرنے کا اعلان کیا۔ گاؤں وعلاقہ کے مسلمانوں نے اس اقدام پر ہمیں اتنی محبت دی جس کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

اللہ رب العزت کی قدرت کے قربان جس نے ہمیں کفر سے نکال کر اسلام کی ابدی غلامی میں قبول فرمالیا۔ ہم گھر کے سات افراد ایک ساتھ مسلمان ہوئے۔ تخت ہزارہ میں آرائیں فیملی سے واحد گھرانہ تھا جو قادیانی رہ گیا تھا۔ اب ہمارے مسلمان ہونے سے تخت ہزارہ میں آرائیں فیملی کا کوئی شخص قادیانی نہیں رہا۔

جناب عبدالقیوم صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے شوق ہوا کہ جناب میاں عبدالمجید صاحب سے ملنا چاہئے جو ان لوگوں کے قبول اسلام کا باعث بنے تو جناب عبدالمجید صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان سے پوچھا کہ آپ نے کیسے قادیانیت ترک کی اور کیسے قبول اسلام کیا؟ تو عبدالمجید صاحب آرائیں نے بتایا کہ مرزا ناصر قادیانی کا دور تھا، میں قادیانی تھا۔ ایک رات مجھے خواب آیا جیسے مجھے کوئی کہہ رہا ہے کہ: ''جن کو تم نے قبول کیا ہے۔ انہیں دیکھا بھی ہے۔'' اس پر میری جاگ ہوگئی۔ میں اٹھا، پانی پیا چلا پھرا اور پھر لیٹ گیا۔ دوبارہ پھر خواب میں دیکھا کہ کوئی وہی کہہ رہا ہے جو پہلے کہا تھا کہ: ''جن کو تم نے قبول کیا ہے ان کو دیکھا بھی ہے۔'' صبح اٹھا تو میں نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ مجھے چناب نگر (ربوہ) جا کر ان کو دیکھنا چاہئے۔ ان میں رہ کر ان سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ قادیانیت کے نام زندگی وقف کرنے کا ارادہ کرکے چناب نگر گیا۔ مرزا ناصر سے ملا اور سارا ماجرا عرض کیا کہ اب پوری زندگی قادیانی جماعت کے نام وقف کرتا ہوں۔ مرزا ناصر نے مجھے قبول کرلیا۔ ضروری کاروائی کے بعد مجھے قصر خلافت (نام نہاد مرزا ناصر کی رہائش گاہ) پر مالی کے عہدہ پر پودوں وگھاس کی دیکھ بھال کی ڈیوٹی پر لگادیا۔ مجھے قریباً چھ ماہ گزر گئے۔ مرزا ناصر کی اس کوٹھی پر بہت سارے اور بھی خادم تھے۔ ان میں ایک کی پانی پر ڈیوٹی تھی۔ ایک دن دیکھا کہ اس پانی والے سے ایک اور شخص جو اسی کوٹھی کا ملازم تھا الجھ رہا ہے۔ میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ اس پانی والے نے دوسرے ملازم کی بیٹی سے زیادتی کی ہے۔ اب کئی افراد کھڑے تھے۔ یہ سنتے ہی کہ یہ اچھے واقف زندگی ہیں کہ دوسروں کی بیٹیوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔ میرے پاس بیلچہ تھا غصہ میں، میں نے وہ پانی والے کے سر پر بلند کیا۔ موجود حاضرین نے بیلچہ قابو کرلیا اور مجھے سرزنش کی کہ کیا کرتے ہو؟ مجھے اس پر بہت تعجب ہوا کہ عجیب بے غیرتی ہے۔ ان لوگوں کی غیرت کا جنازہ نکل گیا کہ ایک شخص دوسرے کی بیٹی کی عزت پامال کرتا ہے اسے کوئی کچھ نہیں کہتا اور مجھے الٹا کوس رہے ہیں۔ ان کے اس بے حمیتی کے عمل پر میرے دن رات اس ادھیڑ پن میں گزرنے لگے۔

ایک جمعہ کو نماز جمعہ سے گھنٹوں پہلے صف اوّل میں جگہ حاصل کرنے کے لئے تیاری کرکے قادیانی عبادت گاہ اقصیٰ صف اوّل میں جا بیٹھا۔ اب جب لوگ آتے گئے، صفیں پُر ہوتی گئیں تو پہلی چار صفوں والوں کی تلاشی اور انٹرویو ہوئے۔ جب میرا پتہ چلا کہ مالی ہوں تو صف اوّل سے مجھے بہت پیچھے کی صفوں میں دھکیل دیا گیا۔ عزت نفس کے مجروح ہونے کا مجھے شدید احساس ہوا۔ اتنے میں مرزا ناصر آئے۔ نماز کے دوران ان کے اپنے آدمی چار صفوں کی تلاشی اور بھرپور سیکورٹی کے باوجود دائیں بائیں ان کے مسلح گارڈ جو نماز پڑھنے کی بجائے اسلحہ تانے کھڑے رہے۔ اس صورت نے مجھے نڈھال کردیا۔ سامان اٹھایا، قادیانیت پر لعنت بھیج کر وہیں چناب نگر (ربوہ) چھوڑ کر گھر آ گیا۔ یوں وہ خواب کہ: ''جن کو قبول کیا ہے۔ انہیں دیکھا بھی ہے۔'' اتنے عرصہ بعد مجھ پر منکشف ہوا کہ قادیانیت کا یہ گھناؤنا کردار اندرون خانہ یہ حال ہے۔ بس ان واقعات سے قدرت نے مجھے اسلام کی گود میں واپس لے لیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ میری تبلیغ سے یہ ایک سات افراد پر مشتمل شوکت صاحب کا گھرانہ مسلمان ہوگیا۔

قارئین! ۷ر ستمبر کو پشاور ختم نبوت کانفرنس کے دوران ایک تبلیغی بھائی کی زبانی ساڑھے تین سو قادیانی افراد کے مسلمان ہونے کی خبر ملی۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے لاہور کا سفر کرنا ہے۔ خدا کرے کہ بہت جلد وہ خبر بھی قارئین تک پہنچا سکوں۔ لیجئے! ان تخت ہزارہ کے سات افراد کے مسلمان ہونے کی خبر جو ۲۳ر اگست ۲۰۱۲ء کے روزنامہ ایکسپریس صفحہ:۴ کالم:۳ سرگودھا ایڈیشن میں شائع ہوئی۔ وہ ملاحظہ فرمائیں۔

تخت ہزارہ میں قادیانی خاندان کا قبول اسلام

تخت ہزارہ (نمائندہ ایکسپریس) قادیانی خاندان نے اسلام قبول کرلیا۔ شہر میں جشن کا سماں، تفصیل کے مطابق تخت ہزارہ کے رہائشی چوہدری شوکت علی ولد احمد قوم آرائیں اور ان کے خاندان کے سات افراد نے اسلام کی حقانیت سے متاثر ہوکر جامع مسجد تخت ہزارہ کے امام سید شبیر حسین شاہ کے ہاتھ پر گزشتہ روز اسلام قبول کرلیا۔ سابق قادیانی خاندان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر تخت ہزارہ میں جشن منایا گیا اور دیگیں پکا کر تقسیم کی گئیں۔ شبیر حسین شاہ نے کہا کہ اسلام ہی واحد ایسا دین مبین ہے جس پر چل کر انسانیت کی فلاح ممکن ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

توہین آمیز فلم کے خلاف

مسلم اُمہ سراپا احتجاج

اشتیاق بیگ

پیغمبر اسلام کے خلاف توہین آمیز فلم کے ردعمل کے طور پر مغربی ملکوں میں بھی احتجاج مظاہروں میں شدت آتی جارہی ہے اور مسلمانوں میں اس حوالے سے شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ شدید ردعمل لیبیا میں دیکھنے میں آیا، جہاں مشرقی شہر بن غازی میں مظاہرے کے دوران امریکی قونصل خانے پر راکٹ حملے سے امریکی سفیر کرسٹوفر سٹیونز اور دیگر تین امریکی سفارتکار ہلاک ہوگئے۔ ہلاک ہونے والے امریکی سفیر نے قذافی حکومت کے خلاف چلنے والی تحریک میں کلیدی کردار ادا کیا تھا، اپنے سفارتکاروں کی ہلاکت کے بعد امریکا نے دو جنگی جہاز اور فوجی یونٹ لیبیا کی طرف روانہ کردیے ہیں جبکہ سوڈان اور تیونس میں قائم اپنے سفارتخانوں سے بھی تمام سفارتی عملے اور ان کے اہل خانہ کو واپس بلالیا ہے۔

پاکستان میں بھی مذہبی جماعتوں نے اس فلم کے خلاف دیگر اسلامی ممالک کی طرح شدید احتجاجی مظاہرے کئے جس میں ایک شخص ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔ مظاہروں کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور اس میں مزید تیزی آتی جارہی ہے۔ قومی اسمبلی نے بھی توہین آمیز فلم کے خلاف قرارداد مذمت متفقہ طور پر منظور کرلی ہے جبکہ پاکستان سمیت دنیا کے کئی اسلامی ممالک نے اسلام مخالف فلم کے لنک کو بلاک کردیا ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ امریکا نے ابھی تک اس فلم کو یوٹیوب سے ہٹانے کا کوئی اقدام نہیں کیا ہے۔ اس کا موقف ہے کہ وہ ویڈیو فلم کو بند نہیں کرسکتا کیونکہ امریکا میں اظہار رائے کی آزادی کی روایت کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔ امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے اسلام مخالف فلم کے خلاف ہونے والے شدید احتجاج پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس فلم کو قابل مذمت، اشتعال اور تشدد پھیلانے کی کوشش قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے:

”فلم بنانے والے امریکی پالیسی کی ترجمانی نہیں کرتے، یہ لوگ امریکا میں اظہار رائے کی آزادی کا فائدہ اٹھا کر ایسے اقدامات کرتے ہیں جو امریکا میں کسی جرم کے زمرے میں نہیں آتے۔“

> امریکا اور یورپ نے مادی ترقی کی معراج کو پالیا ہے، انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے تحفظ کے لئے بھی قوانین مرتب کیے گئے ہیں، جن کی رو سے جانوروں کو اذیت دینے والے قابل سزا ہیں، مگر اس کے برعکس ان ممالک میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مشتعل اور انہیں اذیت ہوتی ہے کے خلاف کوئی قانون موجود نہیں اور مجرم بھی ناقابل سزا ہیں۔

گستاخانہ فلم کے خلاف ردعمل کے طور پر طالبان نے بھی افغانستان میں نیٹو بیس پر حملہ کرکے دو امریکی فوجیوں کو ہلاک اور چھ جنگی طیارے تباہ کردیے ہیں۔ طالبان نے اسے توہین آمیز فلم کا ردعمل قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ مسلمانوں کے خلاف توہین آمیز یہ فلم امریکا میں مقیم یہودی لابی نے تیار کی تھی، جس میں اسے ملعون ٹیری جونز اور ایک مصری یہودی کا تعاون بھی حاصل رہا اور اس فلم کو نائن الیون کی گیارہویں برسی کے موقع پر ریلیز کیا گیا۔ فلم کے ابتدائی ۱۴ منٹ کے کلپ کو فرضی نام سے یوٹیوب پر ڈالا گیا، جس کی شناخت بعد میں نکولا بسولی کے نام سے ہوئی۔ نکولا بسولی ایک مصری عیسائی ہے جسے گرفتار کرکے تفتیش شروع کردی گئی ہے۔ نکولا بسولی کا ماضی میں بھی مجرمانہ ریکارڈ رہا ہے، اس سے قبل نکولا بسولی کو لوگوں کی چوری کی ہوئی شناخت کے ذریعے بینک اکاؤنٹ کھولنے اور منشیات کے استعمال کے جرم میں سزا ہوچکی ہے۔ جبکہ فلم میں معاونت کرنے والا ملعون ٹیری جونز اپنے ساتھیوں سمیت روپوش ہے۔

مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کا یہ پہلا موقع نہیں، اس سے قبل بھی ملعون سلمان رشدی کی کتاب، پیغمبر اسلام کے توہین

آمیز خاکوں کی اشاعت اور ماضی قریب کے متنازع واقعات کی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں دانستہ طور پر اسلام یا پیغمبر اسلام کی توہین کی گئی یا اظہار رائے کی آزادی کے نام پر ایسا مواد شائع کیا گیا جس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور ان کا مسلم دنیا میں ہمیشہ یکساں ردعمل سامنے آتا رہا ہے جس کے نتیجے میں کئی افراد مارے جاتے رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکا اور یورپ میں شدت پسندوں کا ایک گروہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو آپس میں دست و گریباں کرنے کے لئے کبھی متنازع تحریروں اور کارٹونز کا سہارا لیتا ہے تو کبھی اشتعال انگیز فلم بنا کر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرتا ہے۔

امریکا اور یورپ نے مادی ترقی کی معراج کو پالیا ہے، انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے تحفظ کے لئے بھی قوانین مرتب کئے گئے ہیں، جن کی رو سے جانوروں کو اذیت دینے والے قابل سزا ہیں مگر اس کے برعکس ان ممالک میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مشتعل اور انہیں اذیت ہوتی ہے کے خلاف کوئی قانون موجود نہیں اور مجرم بھی ناقابل سزا ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے پیغمبر اسلام کی شان میں اس بھیانک گستاخی سے بڑھ کر کوئی اور بڑا سانحہ نہیں ہوسکتا۔ وقت آگیا ہے کہ مسلم امہ گستاخانہ فلم کے خلاف مشترکہ حکمت عملی تیار کرے اور او آئی سی کے پلیٹ فارم سے اس مسئلے کو اٹھائے۔ امریکا اور یورپی ممالک کو چاہئے کہ وہ اپنے رویوں پر غور کریں اور اگر وہ مسلم دنیا میں خیر سگالی کی فضا کے خواہشمند ہیں تو ایسی قانون سازی کریں، جس کی رو سے کسی مذہب یا پیغمبر کی توہین کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا اور ان ممالک کے شدت پسند عناصر مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرتے رہے تو ان ممالک کو مزید ہلاکت خیز کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مسلم امہ کو بھی چاہئے کہ وہ سماجی رابطے کی ویب سائٹ یوٹیوب کا بائیکاٹ کریں، کیونکہ توہین آمیز فلم کے خلاف مسلمانوں کے شدید احتجاج کے باوجود یوٹیوب انتظامیہ اس فلم کو اپنی سائٹ سے ہٹانے کو تیار نہیں۔ اسلام مخالفین کو معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی بھی مسلمان اپنی ذات، خاندان اور ملک کی توہین شاید برداشت کرلے مگر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن پاک کی توہین اور بے حرمتی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا، کیونکہ ناموس رسالت اور قرآن پاک کا تحفظ مسلمانوں کے لئے ہر شے سے مقدم ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۹؍ستمبر ۲۰۱۲ء)

مسلم اُمہ کی یکجہتی اور مذموم فلم

نوخیز انور صدیقی

علامہ اقبال، حالی، اور مولانا ظفر علی خان ان دنوں شدت سے یاد آرہے ہیں، مرزا غالب بھی یادوں کے افق سے محو نہیں اور... اسی طرح بے شمار شعرا کرام یاد آرہے ہیں، جنہوں نے عشق رسول کی شمعیں فروزاں کیں۔ یادوں کی یہ آمد اس تناظر میں جاری ہے کہ امریکی خباثت کی مظہر اور ایک فرسودہ دیرینہ اسلام دشمنی کی حامل بیہودہ فلم کی نمائش سے دنیا بھر میں مسلمانوں کے جذبات انتہائی بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ یہ دوسری بات کہ دنیا بھر کی مسلمان حکومتیں جو ۵۶ ممالک میں قائم ہیں ان کا حقیقی معنوں میں ردعمل سامنے نہیں آیا۔

خواجہ الطاف حسین حالیؔ کی یاد مذہب اسلام اور عظمت و عشق رسول کے پیراہن میں تازہ ہوئی۔ اس وقت عالم اسلام پر جو جمود طاری ہے، اس کے پس منظر میں حالیؔ کی یہ فکر برمحل ہے:

اے خاصہ خاصانِ رسل اب وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی دھوم سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

عشق اور عظمت رسول کے باب میں حالیؔ کے یہ دو اشعار قابل غور ہیں:

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
وہ فقر کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

مولانا ظفر علی خاںؔ نے فرط عقیدت کے ساتھ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان میں بالترتیب یہ نذرانہ عقیدت پیش کیا:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

اور:

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

جبکہ مرزا غالبؔ نے تو عشق و عظمت رسول کی والہانہ عقیدت واحترام کا یوں اظہار کیا کہ:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

مرزا غالبؔ نے اپنے اس فارسی شعر میں یہ کہا تھا کہ غالب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء اور تعریف تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود فرمائی ہے میری کیا مجال کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرسکوں۔

تمہید طولانی سے قطع نظر مدعا یہ ہے کہ خبیث النسل ملعون ٹیری جونز اور بنکولا بسیلے نے جس گھناؤنی فلم کے ذریعے مسلمانان عالم کے جذبات کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے وہ دراصل یہود و نصاریٰ کی مشترکہ سازش ہے اور اس سازش کو تحریک ملی ہے ہنود کی اور دریدہ دہنی سے جنہوں نے بابری مسجد کا انہدام عمل میں لاکر مسلمانوں کو بہت بڑا چیلنج دیا تھا اور مسلمانوں کی بے بسی یا بے کسی یا پھر شاید بے حسی.... اس چیلنج کی کماحقہ قبولیت میں مانع رہی اور یہود و نصاریٰ نے گٹھ جوڑ کرکے پہلے تو قرآن سوزی اور اب... اہانت آمیز فلم کی نمائش کے ذریعہ مسلمانوں کی غیرت وحمیت کو گرداب میں پھانسنے کی کوشش کی ہے اور غالباً یہ محسوس کرتے ہوئے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے کہ اب مسلمان مائل بہ کمزوری ہوچکے ہیں، اس لئے خدانخواستہ انہیں نیست و نابود کرنے کے حربوں کو شدت دی جائے اس بزدلانہ اور مکارانہ یلغار میں ملعون سلمان رشدی کی ہرزہ سرائی بھی شامل ہے کہ اس نے شیطانی غلاظت کے ذریعے اپنے غیرملکی آقاؤں کو خوش کرنے کا ڈرامہ ممبئی (بھارت) سے رچایا تھا اور اپنے نطفہ ناتحقیق ہونے کا ثبوت پیش کیا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ صلح حدیبیہ سے روگردانی ہو یا معاہدہ اوس وخزرج سے باطل پرست اقوام کا انحراف... اسلام دشمن عناصر نے ہمیشہ بدعہدی کا ثبوت دیا ہے جبکہ آج سے ۲۰ سال قبل یعنی ۱۴۹۲ء میں اسپین کی فرنگی ملکہ ازابیلا نے بھی اپنے ایما پر ترتیب کردہ ۶۷ نکاتی معاہدے کی ایک شق پر بھی عمل نہیں ہونے دیا تھا اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ جہاں تک امریکا کا تعلق ہے دو سو سال پہلے برطانیہ کے

تسلط سے چھٹکارا پانے والا یہ ملک دراصل ملکہ ازابیلا کی منظوری سے ہی کولمبس کے ذریعے دریافت ہوا تھا اور اس مہم کے لئے عیسائی ملکہ نے یہودی کولمبس کو تاکید کی تھی کہ امریکا کی تلاش کے سلسلے میں تمام غیر عیسائی اقوام کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تاہم کولمبس نے ملکہ پر کچھ ایسا سحر طاری کر دیا تھا کہ اپنے شوہر فرینڈ کی مرضی کے خلاف نہ صرف کولمبس کو پروانہ راہداری جاری کر دیا بلکہ یہودیوں کو محفوظ چھوڑنے پر کولمبس سے رمی سطح کی باز پرس بھی نہیں کی اور یہی وہ مقام تھا کہ عیسائیوں کے دلوں سے یہودیوں کے خلاف غم و غصے کی وہ آگ سرد پڑنا شروع ہوگئی تھی جبکہ ۱۹۶۴ء میں پاپائے روم نے یہودیوں سے مصالحت کر کے ایسی راہ ہموار کی گویا یہ سلسلہ یا یہ مسئلہ بلکہ حقیقی نظریہ بالکل سرد پڑ گیا۔ چنانچہ اب یہ دونوں قوتیں باہم شیر و شکر ہیں اور انہوں نے دیگر اسلام دشمن قوتوں کو نظریہ ضرورت کے تحت اپنا ہمجولی بنا کر اپنی بدبختی کا کھیل تیز کر دیا ہے۔ انہیں غلط فہمی ہے کہ یہ باطل پرست قوتیں خدانخواستہ اسلام کو نیست و نابود کر دیں گی، لیکن یہ عناصر اس بات سے واقف نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ایسی دعائیں بھی قبول کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو کسی دوسری قوم (غیر اسلامی) کو مسلمانوں پر غالب آنے دے گا اور نہ ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جانے والی اقوام کی طرح مسلمان قوم کو ایک ہی جھٹکے میں نیست و نابود کرے گا۔ ان دعاؤں کے حوالے سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک ہو جائیں اسلامی سربراہ کانفرنس، موتمر عالم اسلامی اور عالم اسلام کی دیگر عالمی تنظیموں کو ایک ہو کر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور دین اسلام کی بقا کے لئے کمربستہ ہونا پڑے گا، عراق، شام، یمن، صومالیہ، بوسنیا، برما اور اریٹیریا، نائیجیریا، مسلم افریقی ممالک اور دیگر خطوں میں مسلمانوں کے خلاف جو سازش صدیوں سے جاری ہے، اب اس کے حتمی تدارک کا سامان کرنا ہوگا۔ قبلۂ اول اور فلسطین کی یہودیوں سے خلاصی کے لئے مشترکہ جدوجہد کرنا ہوگی۔ اسرائیل کی زبردستی اور بالا دستی ختم کرنے کے لئے قرار واقعی جدوجہد کرنا ہوگی، مسلم ممالک کی مسلمان حکومتوں کو یکجا کرنا ہوگا کہ وہ مشترکہ لائحہ عمل اختیار کر کے امریکا اور دیگر اسلام دشمن قوتوں (بشمول اسلام دشمن ممالک) کا معاشرتی مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) ببانگ دہل عمل میں لائیں، سفارتی تعلقات ترک کر دیں، نام نہاد دوستانہ تعلقات کو فراموش کر دیں تاکہ امریکا سمیت تمام اسلام دشمن طاقتیں یہ سوچنے سمجھنے اور ماننے کی اہل ہو جائیں کہ اسلام کو معدوم کرنا کوئی آسان بات نہیں، کبھی ہالینڈ کے اخبارات شرارت کرتے ہیں تو کبھی امریکا میں فلم بنتی ہے یا کہیں قرآن کریم کی حرمت اور توہین ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور کبھی فرانسیسی رسالے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ہوتی ہے۔ یہ سارے سلسلے ختم ہو جانے چاہئیں اب مصلحت کوشی کی کوئی گنجائش نہیں۔ نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیادؒ، خالد بن ولیدؓ، محمد بن قاسمؒ، ٹیپو سلطان شہید اور محمود غزنوی کی عظمت رفتہ سے سبق حاصل کیا جائے تو من حیث القوم ہم مسلمان دنیا بھر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو یقینی بنا سکتے ہیں۔ علماء کرام ہوں یا دانشور، جملہ مسلمان طبقات کا فرض ہے کہ وہ اتحاد عالم اسلام کے لئے خلوص دل کے ساتھ جدوجہد کریں۔ پاکستان کو اس سلسلے میں پہل کرنا ہوگی۔ طاغوتی طاقتوں کی زیادتی پر ہمارا معذرت خواہانہ رویہ کسی طور مناسب نہیں، اس لئے کہ ہر مسلمان توحید و رسالت کی تقدیس و حرمت کے لئے جان نثار کرنے کا عزم صمیم رکھتا ہے اور وہ مذہب کی بقا کے لئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرنے میں کبھی تامل نہیں کرتا:

بلبل کو دیے پھول، پھولوں کو مہک دی ہے
فلک کو دیے تارے، تاروں کو چمک دی ہے
اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا، جتنا کہ دبا دیں گے
اسلام کے شیروں کو تم چھیڑنا مت ورنہ
ہم مٹتے مٹاتے بھی دنیا کو مٹا دیں گے

(روزنامہ صحافت کراچی، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۲ء)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 2545573

حج ... جذبۂ عشق کی تسکین

آخری قسط

مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید سلیمان علی ندویؒ لکھتے ہیں:

"خانہ کعبہ اس دنیا میں عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا نقطۂ قدم ہے یہ وہ آئینہ ہے جس میں اس کی رحمت و غفاری کی صفتیں اپنا عکس ڈال کر تمام کرۂ ارض کو اپنی شعاعوں سے منور کرتی ہیں یہ وہ منبع ہے' جہاں سے حق پرستی کا چشمہ ابلا اور اس نے تمام دنیا کو سیراب کیا' یہ روحانی علم و معرفت کا وہ مطلع ہے جس کی کرنوں نے زمین کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کیا' یہ وہ جغرافیائی شیرازہ ہے جس میں ملت کے وہ تمام افراد بندھے ہوئے ہیں جو مختلف ملکوں اور اقلیموں میں بستے ہیں' مختلف زبانیں بولتے ہیں مختلف لباس پہنتے ہیں' مختلف تمدنوں میں زندگی بسر کرتے ہیں مگر وہ سب کے سب' باوجود ان فطرتی اختلافات اور طبعی امتیازات کے ایک ہی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہیں اور ایک ہی قبلہ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں' اور ایک ہی مقام کو ام القریٰ مان کر' وطنیت و قومیت' تمدن و معاشرت' رنگ و روپ اور دوسرے تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ہی وطن' ایک ہی قومیت (آل ابراہیمؑ) ایک ہی تمدن و معاشرت (ملت ابراہیمی) اور ایک ہی زبان (عربی) میں متحد ہو جاتے ہیں اور یہ وہ برادری ہے جس میں دنیا کی تمام قومیں اور مختلف ملکوں کے بسنے والے' جو وطنیت اور قومیت کی لعنتوں میں گرفتار ہیں ایک لحہ اور ایک آن میں داخل ہوتے ہیں جس سے انسانوں کی بنائی ہوئی تمام زنجیریں' قیدیں اور بیڑیاں کٹ جاتی ہیں اور تھوڑے دن کے لئے عرصہ حج میں تمام قومیں ایک ملک میں ایک لباس میں ایک وضع میں دوش بدوش ایک قوم بلکہ ایک خانوادہ کی برادری بن کر کھڑی ہوتی ہیں اور ایک ہی بول میں خدا سے باتیں کرتی ہیں' یہی وحدت کا وہ رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے جو انسانوں میں جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کے اسباب ہیں اس لئے یہ حرم ربانی صرف نہ اس معنی میں اس کا گھر ہے کہ یہاں ہر قسم کی خونریزی اور ظلم و ستم ناروا ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی امن کا گھر ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کی ایک برادری قائم کر کے ان کے تمام ظاہری امتیازات کو جو دنیا کی بدامنی کا سبب ہیں مٹا دیتی ہیں۔"

(سیرۃ النبیؐ جلد پنجم)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

"دنیا کے بڑے بڑے فضلاء و علماء' بادشاہ و امراء' اغنیاء و فقراء' سیاست دان و حکمران' عشق و محبت اور جوش وارفتگی کے ساتھ اس کا طواف کرتے ہیں لیکن فہم و بصیرت اور احساس و شعور لئے ہوئے وہ اس کا عملی ثبوت دیتے ہیں کہ وہ اختلاف کے باوجود متحد' تنوع کے باوجود ہم رنگ و ہم خیال' انتشار کے باوجود شانہ بشانہ اور صف بصف' فقر کے باوجود غنی اور ضعف کے باوجود قوی ہیں وہ اگرچہ پورے عالم اسلام میں منتشر اور اپنے اپنے مسائل اور معاملات زندگی میں منہمک ہیں' مختلف نسلوں اور مختلف قوموں سے تعلق رکھتے ہیں اور متنوع تہذیبوں اور ثقافتوں سے وابستہ ہیں تاہم ایک خاص نقطہ پر پہنچ کر وہ سب ایک دوسرے سے مل جاتے اور ایک ہو جاتے ہیں۔" (ارکان اربعہ)

حج کے مقاصد بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

"حج کے مقاصد میں سے ایک مقصد اس میراث کی حفاظت بھی ہے جو سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہما السلام نے ہمارے لئے چھوڑی ہے' اس لئے کہ یہ دونوں ملت حنیفی کے امام عرب میں اس کے مؤسس و بانی کہے جا سکتے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی اسی لئے

ہوئی تھی کہ ملت حنیفی آپ کے ذریعے دنیا میں غالب آئے اور اس کا پرچم بلند ہو۔

جس طرح حکومت کو ہر تھوڑے عرصے کے بعد ایک عام جائزہ اور معائنہ کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اسے معلوم ہو کہ کون وفادار ہے کون باغی' کون فرض شناس ہے کون کام چور' نیز اس کی ایمانداری کی شہرت ہو اور اس کا نام اونچا رہے' اس کے کارندے اور باشندے ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں' اسی طرح ملت کو حج کی ضرورت ہے تا کہ منافق اور غیر منافق میں تمیز ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں جوق در جوق جماعتیں حاضر ہوں' لوگ ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اور ہر شخص اس چیز میں جو اس کے پاس نہیں ہے دوسرے سے استفادہ کرے اس لئے کہ بہترین ومرغوب اشیاء عام طور پر صحبت ورقابت سے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی حاصل ہوتی ہیں۔

حج چونکہ ایسا موقع ہے جس میں سب ہی جمع ہوتے ہیں اس لئے وہ غلط قسم کی رسوم سے حفاظت کے لئے بہت مفید ہے۔ ملت کو اماموں اور پیشواؤں کے حالات یاد کرنے اور اتباع کا جذبہ دل میں پیدا کرنے کے لئے کوئی چیز اس درجہ کی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(حجۃ اللہ البالغہ)

حج کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سفر مقدس کی بدولت محبوب کے اس شہر میں حاضری نصیب ہوتی ہے جس کے لئے ایک بندۂ مومن کا دل ہمیشہ تڑپتا ہے' خیال کے پروں پر اڑتا ہوا اکثر جہاں وہ پہنچ جاتا ہے' محبوب وآقا کی یاد اس کے دل میں ہر وقت جگمگاتی رہتی ہے اور وہ اپنے محبوب سے لو لگائے ہر وقت اس کے ترانے گاتا رہتا ہے' اس پر درود وصلوٰۃ کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے اس پر وارفتگی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے' اس کا نام نامی زبان پر آتے ہی زبان نطق کے بوسے لینے لگتی ہے اور دل جھومتا ہوا صل علیٰ کا ورد کرتا ہے تو حلاوت وشیرینی اس کے کام ودہن کو عجیب لذت ومزہ بخشتی ہے حج کے ذریعے وہ اس مقدس شہر میں حاضری دیتا ہے جہاں اس کا محبوب رہتا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"یہ بات بالکل فطری اور قدرتی ہے کہ ایک مسلمان کو خاص طور پر وہ جو بہت دور دراز مقام سے آیا ہو مناسک حج کی تکمیل کے بعد اس جگہ کا شوق دامنگیر ہو جو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت اور آخری آرام گاہ اور اسلام کی آغوش رحمت اور جائے پناہ ہے' اس کی نگاہیں اس مسجد کے لئے بے قرار ہوں جہان جس کی روشنی سے جگمگا اٹھا۔ جہاں سے ہدایت' علم وروحانیت اور اسلام کی قوت وشوکت کے چشمے جاری ہوئے اور انہوں نے ساری دنیا کو گل وگلزار بنا دیا یعنی اس مدینہ کا شوق اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگے جہاں اسلام نے پناہ لی' جہاں تاریخ اسلام کی پہلی فصلیں مرتب ہوئیں' جہاں کی خاک پاک صحابہ کرامؓ کے آنسو اور خون دونوں سے تر ہے وہ اس مسجد میں نماز ادا کرے جہاں کی ایک رکعت دوسری جگہ کی ایک ہزار رکعت کے برابر ہے' ان جگہوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور رک رک کر آگے بڑھے جہاں کبھی سابقین اولین اور شہداء وصدیقین ٹھہرا کرتے تھے' یہاں سے صدق واخلاص' عشق ومحبت اور اسلام کے راستہ میں شجاعت ومردانگی اور شہادت کی دولت حاصل کرے جو یہاں کا سب سے بڑا تحفہ اور سب سے قیمتی سوغات ہے۔

اور اس نبی پر درود بھیجے جن کی دعوت کے طفیل اس کو ظلمتوں سے روشنی میں' انسانوں کی غلامی سے اللہ تعالیٰ کی غلامی وبندگی میں' دنیا کی تنگی سے اس کی کشادگی میں پہنچنا نصیب ہوا اور اس کو پہلی بار ایمان کی حلاوت حاصل ہوئی اور انسان کی قیمت معلوم ہوئی۔"

(ارکان اربعہ)

☆☆..................☆☆

سوسال سے زائد بہترین خدمت

ESTD 1880

ABS

ABDULLAH BROTHERS SONARA

عبداللہ برادرز سونارا

Formerly: H. Elyas Sonara

Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

دینی تعلیم کی ضرورت واہمیت

۲۲ر جون ۲۰۱۲ء کو مرکزی جامع مسجد گکھڑ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کا خلاصہ

حضرت مولانا زاہد الراشدی

میرے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ اس مدرسہ میں قرآن کریم حفظ کرنے والے سولہ بچوں اور تجوید وقرأت کا کورس مکمل کرنے والے سترہ طلبا کی دستار بندی کی اس تقریب میں شریک ہوں۔

میں اس مدرسہ کا ابتدائی طالب علم ہوں، محترم الحاج سیٹھ محمد یوسف مرحوم کی ترغیب پر یہاں قائم ہونے والے حفظ قرآن کریم کے اس مدرسہ میں سب سے پہلے حضرت قاری اعزاز الحق امروہیؒ کے سامنے جو پہلی کلاس قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے بیٹھی تھی میں بھی اس کلاس میں تھا، مجھے آج وہ مناظر ایک ایک کرکے یاد آرہے ہیں، غالباً ۵۷ء یا ۵۸ء کی بات ہے، جب اس مسجد میں حفظ وناظرہ کا مدرسہ شروع ہوا تھا، والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کے ساتھ حاجی اللہ دتہ بٹ مرحوم، ماسٹر اللہ دین مرحوم، ملک محمد اقبال مرحوم، حاجی غلام قادر چیمہ مرحوم اور دوسرے حضرات کی ٹیم تھی۔ جبکہ اساتذہ میں قاری اعزاز الحق، قاری محمد اشرفؒ، قاری عبدالرزاق، حافظ احمد حسنؒ اور پھر حضرت قاری محمد انور مدظلہ تھے جن سے ہم نے قرآن کریم پڑھا، میں نے ۱۹۶۰ء میں حضرت قاری محمد انور مدظلہ سے حفظ قرآن کریم مکمل کیا اور اکتوبر کو اسی مسجد میں میری دستار بندی کا جلسہ ہوا تھا، جس میں مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا قاری فضل کریمؒ اور مولانا قاری سید محمد حسن شاہؒ بھی شریک ہوئے تھے۔

نصف صدی گزر گئی ہے مگر وہ مناظر ابھی تک نگاہوں کے سامنے گھوم رہے ہیں پھر جب ہماری کلاس کا آغاز ہوا تو پہلے سال میں مجھے بھی اس میں چند ماہ بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی، استاذ محترم مولانا غلام علیؒ اور استاذ محترم مولانا قاری عبدالحلیم سواتی مدظلہ میرے اساتذہ میں سے ہیں، یہ سلسلہ تب سے چل رہا ہے اور ترقی کر رہا ہے جس میں یقیناً ان سب بزرگوں کی محنتوں کا حصہ ہے، اس لئے ہم سب دعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت ان بزرگوں کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلند تر فرمائیں اور ہم سب کو ان کے قائم کردہ اس گلشن علم کی آبیاری کرتے رہنے کی توفیق دیں۔ آمین۔

میں آج فارغ ہونے والے سولہ حفاظ اور سترہ قرا کو مبارکباد دیتے ہوئے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس مدرسہ کو چلانے والوں کی طرح اسے قائم کرنے والے یہ بزرگ بھی ہمارے محسن ہیں اور ہماری دعاؤں کے حقدار ہیں، چونکہ آج حفاظ قرا کی دستار بندی ہو رہی ہے، اس لئے قرآن کریم ہی کے حوالہ سے کچھ معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

آج کل عام طور پر سوال ہوتا ہے کہ دینی مدارس میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے، اس کا ہماری عملی زندگی کے ساتھ کیا تعلق ہے اور سوسائٹی کے عملی مسائل کے ساتھ اس تعلیم کا تعلق کیا ہے؟ اس پر بہت کچھ کہنے کی ضرورت اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ زندگی کے مختلف دائرے ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے یہ تعلیم ضروری ہے اور انفرادی واجتماعی زندگی کا کوئی بھی دائرہ مدرسہ کی اس تعلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

ان میں شخصی زندگی کا دائرہ ہے، خاندانی اور گھریلو زندگی کا دائرہ ہے، سوسائٹی کی عمومی معاشرت اور زندگی کا دائرہ ہے، قومی زندگی کا دائرہ ہے، بین الاقوامی زندگی کا دائرہ ہے اور نسل انسانی کے مستقبل کی زندگی کا دائرہ ہے، اس مدرسہ کی تعلیم کا ان میں سے زندگی کے ہر دائرہ سے تعلق ہے اور کوئی دائرہ بھی دینی مدرسہ کی تعلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتا مگر اتنا وقت نہیں ہے کہ ان سب پر گفتگو ہو سکے، اس لئے ان میں سے صرف پہلے دو دائروں پر گفتگو کرنا چاہوں گا کہ ہماری شخصی اور گھریلو زندگی کے ساتھ اس میں دی جانے والی تعلیم کا کیا تعلق ہے؟

شخصی زندگی کے حوالہ سے دو پہلوؤں پر بات کروں گا ایک یہ کہ ایک انسان اور سوسائٹی کے ایک فرد کے طور پر ہوش سنبھالنے کے بعد میری سب سے پہلی ضرورت ہے کہ اپنی پہچان حاصل کروں اور یہ جاننے کی کوشش کروں کہ میں کون ہوں اور اس کارخانہ قدرت میں میری حیثیت اور مقام کیا ہے؟ کسی بھی چیز کے تعارف کے لئے بنیادی طور پر تین سوالوں کا جواب ضروری ہوتا ہے، ایک یہ کہ یہ چیز کیا ہے یعنی اس کا میٹریل کیا ہے اور یہ کس مواد سے بنی ہوئی ہے؟ دوسرا یہ کہ یہ کیوں بنائی گئی ہے اور اس کا مقصد اور غرض وغایت کیا ہے؟ جبکہ تیسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ کس نے بنائی ہے؟

یہ میرے ہاتھ میں گھڑی ہے اس کو دیکھ کر سب سے پہلے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ کیا ہے یعنی پلاسٹک کی ہے، اسٹیل کی ہے، تانبے کی ہے یا سونے کی ہے؟ اس کے بڑے بڑے حصے کیا ہیں، گھڑی کون سی ہے اور اس کا چین یا پٹہ کون سا ہے؟ اس کے بعد دوسرا سوال یہ ذہن میں ابھرتا ہے کہ اس کا مقصد کیا ہے اور کس کام اور غرض کے لئے بنائی گئی ہے؟ جس کا جواب مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی غرض ٹائم معلوم کرنا ہے، تاریخ معلوم کرنا ہے، دن معلوم کرنا ہے اور اس میں الارم سسٹم بھی ہے پھر تیسرے نمبر پر یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہ کون سے ملک اور کون سی فرم نے بنائی ہے یعنی میڈ ان جاپان ہے، میڈ ان کوریا ہے، میڈ ان جاپان ہے یا میڈ ان جرمنی ہے؟

ان تینوں سوال کا جواب حاصل کئے بغیر کسی بھی چیز کا تعارف مکمل نہیں ہوتا، مگر میں آپ دوستوں کے سامنے یہ نازک سا سوال رکھنا چاہوں گا کہ میں اپنے بازو کی گھڑی کے بارے میں تو یہ تین باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کیا کبھی خود اپنے بارے میں ان تینوں سوالوں کی ضرورت محسوس کی ہے اور کیا ان کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کی ہے؟

مجھے کوئی انکار نہیں ہے کہ آج کے جدید علوم اور خاص طور پر میڈیکل سائنس مجھے میرے بارے میں ان تین سوالوں میں سے ایک سوال کا جواب دینے میں تعاون کرتی ہے کہ میں کیا ہوں؟ یعنی چمڑے کے ایک باریک غلاف کے اندر جو پیچیدہ ترین مشین فٹ ہے اس کے اعضا کون سے ہیں، ان کا طریق کار کیا ہے؟ ان کی صحت کیسے ہوتی ہے اور بیماری کیسے پیدا ہوتی ہے اور پھر تندرستی کے لئے کیا کچھ کرنا ضروری ہوتا ہے، اس مشینری کے پرزے کتنے ہیں، جوڑ کتنے ہیں اس کا نیٹ ورک کیا اور اس کا میکنزم کیا ہے؟ اس کے بارے میں تو میڈیکل سائنس بہت کچھ معلومات فراہم کرتی ہے جو میرے لئے بہت فائدہ مند ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس سے اگلے سوال یعنی میں کیوں ہوں؟ کا جواب بھی سائنس کے کسی شعبہ کے پاس ہے اور کیا سائنس یا آج کے کسی جدید علم کا کوئی شعبہ "میں کیوں ہوں؟" کے سوال کو ٹچ بھی کرتا ہے اور یہ دنیا کی کسی یونیورسٹی کا سبجیکٹ بھی ہے؟

میں عرض کرتا ہوں کہ "میں کیا ہوں" کا جواب تو بلاشبہ میڈیکل سائنس بہت حد تک فراہم کرتی ہے لیکن میں کیوں ہوں اور مجھے کس نے بنایا ہے؟ ان دو سوالوں کا جواب صرف وحی کے پاس ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں سے ہے اور اس کا جواب صرف قرآن کریم فراہم کرتا ہے جو ان دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے، اس لئے دینی مدرسہ کی تعلیم کے بغیر مجھے خود اپنا تعارف حاصل نہیں ہوتا۔

شخصی دائرے کا دوسرا پہلو جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ انسان صرف جسم کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ روح بھی ہے، صرف جسم کی مشینری کو انسان نہیں کہا جاتا بلکہ اس کے پیچھے پاور کا کنکشن بھی ہے جسے ہم روح کہتے ہیں، پاور کے اس کنکشن کے بغیر جسم بے کار چیز ہے اسے ڈیڈ باڈی کہا جاتا ہے اور کوئی بھی اسے گھر میں رکھنے کو تیار نہیں ہوتا جس طرح آج کل موبائل ہے یہ صرف سیٹ کا نام نہیں بلکہ اس میں سم موجود ہو اور سم کے پاس بیلنس ہو تو موبائل کام کرتا ہے، چنانچہ ایک صحیح موبائل کے لئے اس کے سیٹ کے ساتھ ساتھ سم کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے، سیٹ کی چارجنگ ہوتی ہے اور سم کو بیلنس مہیا کیا جاتا ہے تب موبائل مکمل ہوتا ہے، میں عرض کروں گا کہ آج کے جتنے علوم بھی ہیں اور جو

قادیانی نیشنل اسمبلی کے فیصلہ کو تسلیم کر کے اقلیت میں رہیں تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے

بہاول نگر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مرکزی رہنما مولانا محمد قاسم رحمانی نے کہا کہ مرزائی اگر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلے کو جو پارلیمنٹ نے کیا تسلیم کر کے اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیں اور جس طرح عیسائی، یہودی، سکھ، ہندو، پاکستان میں رہ رہے ہیں، اسی طرح رہیں تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے۔ مولانا نے کہا کہ مرزائیوں نے آج تک اسمبلی کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور پاکستان کے آئین کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر بھی عمل نہیں کر رہے۔ حکومت وقت بتائے کہ ملکی آئین کا مذاق اڑانے اور آئین کو پامال کرنے والے ملک کے غدار ہیں یا نہیں؟ ان پر سختی کیوں نہیں کی جاتی؟ ان کو عملاً آئین کا پابند کیوں نہیں بنایا جاتا؟ پاکستان میں سرگودھا کے قریب جاسوسی کرتے ہوئے قادیانی پکڑا گیا حکومت نے اس پر کیا ایکشن لیا؟ حکومت پاکستان ان آستین کے سانپوں کو کب تک چھوڑے رکھے گی یہ اندھیر نگری چوپٹ راج کب تک رہے گا۔ امریکا پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت قانون میں ترمیم کی جائے، امریکا بھی اور پاکستانی حکمران بھی سن لیں اگر ایسا کرنے کے لئے سوچا گیا تو گلی گلی سے غازی علم الدین، غازی عبدالرحمن چیمہ، غازی عبدالرشید، غازی عبدالرحمن عرف حاجی مانک شہیدؒ پیدا ہوں گے اور میدان یمامہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ سے لے کر ۱۹۵۳ء کے شہداء کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے تحریک چلے گی، قادیانیت اور ان کے خداؤں پر وہ وقت آئے گا کہ ان کا نام و نشان نہیں ملے گا، ہمیں اکابرین ختم نبوت نے یہی سبق دیا ہے کہ امن کا دامن نہیں چھوڑنا۔ اگر ضرورت پڑی تو تحفظ ناموس رسالت کے لئے ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

کچھ بھی محنت کر رہے ہیں وہ اگرچہ سینکڑوں شعبوں میں ہیں لیکن ان سب کا تعلق صرف جسم سے ہے روح پر سرے سے کوئی بات ہی نہیں کرتا اور کنکشن کا موضوع کسی کے نصاب میں موجود نہیں ہے، اس کنکشن اور روح پر وحی بات کرتی ہے اور قرآن کریم بات کرتا ہے جو ان دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے، اس لئے ان دینی مدارس کی تعلیم کے بغیر ایک زندہ اور متحرک انسان کے طور پر میری ضروریات کا دائرہ مکمل نہیں ہوتا، زندگی کا دوسرا دائرہ میں نے خاندانی اور گھریلو زندگی کا ذکر کیا ہے، اس پر بھی تھوڑا سا غور کرلیں، ایک گھر بنانے کے لئے میری ضروریات یہ ہیں کہ اچھی سی بلڈنگ ہو، اس میں پانی، بجلی، گیس، فون وغیرہ کی سہولیات موجود ہوں، کارپٹ، فرنیچر وغیرہ بھی مہیا ہوں اور اس کی اچھی سی ڈیکوریشن کا اہتمام کیا گیا ہو، ان اسباب سے ایک اچھا سا گھر بن تو جائے گا لیکن آپ دوستوں سے میرا سوال ہے کہ کیا ان اسباب سے گھر بس بھی جائے گا؟ گھر بننا اور چیز ہے اور اس کا بسنا اس سے بالکل مختلف چیز ہے، گھر بنانے کے لئے یہ اسباب ضروری ہیں لیکن گھر بسانے کے لئے باہمی محبت کے ماحول کی ضرورت ہے، رحمت و برکت کی ضرورت ہے، امن و سکون کی ضرورت ہے اور اعتماد کی ضرورت ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ گھر کے بسانے کے جو اسباب ہیں ان کی تعلیم کہاں ہوتی ہے اور کون سی یونیورسٹی یا کالج رحمت و برکت کے اسباب کے حصول کی تعلیم دیتا ہے اور گھریلو امن و سکون کے عوامل کی نشاندہی کرتا ہے؟

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ گھر جس میں قرآن کریم کی تلاوت کا ماحول نہیں ہے وہ اجڑا ہوا گھر ہے اور یہ ارشاد گرامی بھی ہے کہ: ”صلوا فی بیوتکم ولا تجعلوها قبوراً“... گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ... گویا جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت نہیں ہوتی وہ گھر تو ہے مگر اجڑا ہوا ہے اور جس گھر میں نماز کا ماحول نہیں ہے وہ گھر نہیں بلکہ قبرستان ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر بنتے تو اینٹ سیمنٹ سے ہیں لیکن بستے نماز اور قرآن سے ہیں ہمیں آج کل عام طور پر شکایت ہوتی ہے کہ گھروں میں محبت پیار کا ماحول نہیں رہا، رحمت و محبت اور برکت کا ماحول نہیں رہا مگر میں پوچھنا چاہوں گا کہ بجلی کی وائرنگ تو ہم کسی اچھے کاریگر سے کرالیتے ہیں لیکن رحمت و برکت کی وائرنگ کون کرتا ہے؟ ہم گیس کی پائپ فٹنگ تو کراتے ہیں مگر محبت و اعتماد کی پائپ فٹنگ کہاں سے ہوئی ہے؟

جس طرح میرے جسم میں باڈی کے ساتھ ساتھ روح کی ضروریات متعلق اور ضروری ہیں اس طرح گھر میں بھی ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ برکت و رحمت کے اسباب کا مہیا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کی تعلیم آج کی کسی یونیورسٹی سے نہیں ملتی بلکہ یہ مدرسہ ہمیں اس کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے اسباب و عوامل کی طرف ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ مجھے آج کی تعلیم کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں ہے میں اس کی ضرورت بھی مانتا ہوں اور افادیت بھی تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ ادھوری ہے، نامکمل ہے اور ناقص ہے، اس میں میری زندگی کی ساری ضروریات پوری نہیں ہوتیں، اپنی زندگی کو مکمل کرنے کے لئے اور اپنی زندگی کی ضروریات کو مکمل کرنے کے لئے مجھے قدم قدم پر اس دینی مدرسہ کی تعلیم کی ضرورت ہے، اس لئے ہمیں ان مدارس سے بھرپور استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی حفاظت و ترقی کے لئے مکمل تعاون بھی کرنا چاہئے اور ان کا پوری طرح معاون بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان مدارس کی حفاظت فرمائے، ان کو ترقیات سے نوازے اور ہم سب کو ان سے بھرپور تعاون کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین۔

☆☆.........☆☆

محبت نبوی کا انوکھا واقعہ

۷ ستمبر ۲۰۱۲ء کے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے امیر حضرت مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کے دادا جان محترم حاجی فضل الرحمن وفات فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاجی صاحب بنوں کی مشہور مجاہد شخصیت، انگریز منحوس سے اس دھرتی کو خالی کرانے والے حاجی مرزا علی خان المعروف اے پی فقیر کے قریبی متعلقین میں سے تھے۔ ادھر ۷ ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جلسہ اور ریلی کا بھی اعلان کیا گیا تھا گویا مفتی صاحب کے لئے یقیناً اس جگہ عشق اور محبت کا امتحان تھا۔ الحمد للہ، مفتی صاحب! اس امتحان میں کامیاب ہوئے، حالانکہ جنازے میں شرکت کے لئے مفتی صاحب کے متعلقین کا تانتا بندھا ہوا تھا، کفن دفن کا بندوبست بھی کرنا تھا، لیکن مفتی صاحب نے شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کی طرح سب کچھ نظر انداز کرکے ختم نبوت کے مسئلے کو ترجیح دیتے ہوئے دل جمعی کے ساتھ جلسہ کیا، اس کے بعد ریلی کی اول تا آخر قیادت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے عشق نبوی کی بڑی قدر ہوتی ہے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: ”تم میں سے اُس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا کہ جب تک میں اسے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ جنازہ میں شرکت کرتے ہوئے مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالستار حیدری نے بنوں کے مشہور ترنگ قبرستان کے جنازہ گاہ میں ایک بہت بڑے مجمع سے مفتی صاحب کے دادا محترم کے لئے بلندی درجات کی دعا کی، اور ۷ ستمبر کے حوالے سے فتنہ قادیانیت سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد جامعہ دارالاحسان کے مہتمم مولانا قاری امام یوسف صاحب نے حضرت مفتی صاحب کے دادا جان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

دینی مدارس میں دنیوی تعلیم ... عواقب ونتائج

دوسری قسط

مفتی ابولبابہ شاہ منصور

دنیوی تعلیم کے مجوزاول اور مروج اول:

اور واقعہ یہ ہے کہ مغربی تعلیم کے زہر اور مدارس میں اس زہرناک تعلیم کے سرایت کرجانے کے بُرے نتائج صرف ہمارے اکابر و مشائخ کی فراست اور محب وطن دانشوروں کے تجربات پر ہی موقوف نہیں۔ اگر ہم اس نظام تعلیم کے مجوزاول لارڈ صاحب (جو خیر سے یہودی النسل اور یہود کے بدنام زمانہ تنظیم فری میسن کے پہلے ہندوستانی لاج کے سربراہ اور برصغیر میں گرینڈ ماسٹر تھے) اور مروج اول خان صاحب (جو خیر سے ''محبانِ ملت'' انگریز کے خطاب یافتہ و ساختہ پرداختہ تھے) کے ارشادات عالیہ پر بھی ایک نظر ڈالیں تو بھی بات کافی حد تک سمجھ آجاتی ہے کہ یہی تعلیم مغرب میں ''وطن پرست شہری'' اور ہندوستان میں ''شکم پرست ہندوستانی'' کیوں پیدا کررہی ہے؟

مشہور یہودی النسل انگریز ماہر تعلیم لارڈ میکالے ۱۸۳۵ء میں اس تعلیمی کمیٹی کے صدر تھے جو ہندوستانیوں کو جدید تعلیم مغربی زبان میں دینے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ آنجناب نے اس تعلیم کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے کہا:

''بالفعل ہم کو حتی الامکان ایک ایسا فرقہ مرتب کرنا چاہئے جو مابین ہمارے اور ان کروڑہا آدمیوں کے، جن پر ہم حکمران ہیں، متوسط ہو۔ اصلی مقصد اس کالج کا یہ ہے کہ مسلمانوں میں عموماً اور بالتخصیص اعلیٰ درجہ کے مسلمان خاندانوں میں یورپین سائنسز اور لٹریچر کو رواج دے اور ایک ایسا فرقہ پیدا کرے جو ازروئے مذہب کے مسلمان اور ازروئے خون اور رنگ کے ہندوستانی ہوں مگر باعتبار مذاق اور رائے و فہم کے انگریز ہوں۔'' (انتخاب مضامین انسٹیٹیوٹ گزٹ، مرتبہ اصغر عباس، اترپردیش، اردو اکادمی لکھنو ۱۹۸۲ء) ص:۵۱۵ بحوالہ ضیاء الدین لاہوری، نقش سرسید، ص:۶۳)

فکر و نظر اور اغراض و مقاصد کی یگانگت

دیکھئے کہ ''مجوزاول'' اور ''مروج اول'' کے ''سینے کا درد'' ایک تھا، جس پر الفاظ کی یکسانیت گواہ ہے۔ علیگڑھ میں کالج کا سنگ بنیاد رکھنے کے موقع پر وائسرائے لارڈ لٹن کو جو سپاسنامہ پیش کیا گیا، اس میں ''بانیانِ کالج کی نگاہ میں نمایاں مقاصد'' بیان کرتے ہوئے آخر میں اس کالج کے قیام کے اہم مقصد کا ذکر کیا گیا ہے:

''ہندوستان کے مسلمانوں کو سلطنت انگریزی کی لائق وکارآمد رعایا بنانا اور ان کی طبیعتوں میں اس قسم کی خیرخواہی پیدا کرنا جو ایک غیر سلطنت کی غلامانہ اطاعت سے نہیں، بلکہ عمدہ گورنمنٹ کی برکتوں کی اصل قدرشناسی سے پیدا ہوتی ہے۔ من جملہ کالج کے مقاصد اہم کے یہ مقصد نہایت اہم ہے کہ یہاں کے طلبا کے دلوں میں حکومت برطانیہ کی برکات کا سچا اعتراف اور انگلش کیریکٹر کا نقش پیدا ہو اور اس سے خفیف سا انحراف بھی حق امانت سے انحراف کے مترادف ہے۔'' (ایڈریس اور اسپیچیز متعلق ایم اے او کالج، مرتبہ: نواب محسن الملک، انسٹیٹیوٹ پریس علیگڑھ (۱۸۹۸ء) دیباچہ، ص:۳، بحوالہ ضیاء الدین لاہوری، نقش سرسید، ص:۹۶)

آخری گزارشات:

دنیوی تعلیم کے اغراض ومقاصد اور اثرات و نتائج پر ان تبصروں اور حوالوں کے بعد احقر اہل علم کی توجہ چند نکات کی طرف مبذول کرنے کی کوشش کرے گا، یہ سارے ''نکات'' اس ''نقطے'' کے جائزے اور تبصرے کے گرد گھومتے ہیں کہ دینی مدارس مین دنیوی تعلیم طلبا کی استعداد کو ''بہتر'' بنانے اور عصر حاضر کے ''رجل العصر'' بننے کی امید پر دی جارہی ہے۔ آیئے ذرا ان دونوں باتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس میں دو رائے نہیں ہوسکتیں کہ کسی کمزور استعداد والے کو وہ علوم وفنون استعداد فراہم کرسکتے ہیں:

۱:... جن کے پڑھنے پڑھانے والے اپنے بنیادی میدان اور اصل شعبے میں صاحب استعداد سمجھے جاتے ہوں۔ ''**فاقد الشي ء لایعطیه**''۔

۲:... جن کی کسی دوسرے شعبے سے (جو خفیف الاستعداد ہے اور قوی الاستعداد بننے کا خواہشمند ہے) عقلی وطبعی مناسبت ہو۔

اسکول کالج کی جس تعلیم کو مدارس میں رائج کیا جارہا ہے، اس میں یہ دونوں شرطیں نہیں پائی جاتیں۔ تفصیل اس اجمال کی ذیل میں ملاحظہ ہو، جو طویل

تجربے اور عرق ریزی سے مرتب کی گئی ہے۔

مروجہ سرکاری دنیوی تعلیم میں تین رائج شعبے ہیں: سائنس، کامرس، آرٹس۔ ان کی درجہ بندی اسی ترتیب سے ہے، جس سے یہ ذکر ہوئے۔ ان میں سب سے کمزور اور ''لکل ساقط لاقطۃ'' کا مصداق تیسرا شعبہ ہے، جس کے ذریعے سے اہل مدارس کی استعداد کو جیک لگانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ پہلے دونوں ''باقاعدہ طالب علم'' (Regular) کے لئے خاص ہیں۔ اس شعبے کو سب سے پھسڈی طالب علم اور سب سے سکہ غیر رائج الوقت قسم کا معلم میسر آتا ہے۔ اسکول کالج کے عرف میں آرٹس کا گریجویٹ دنیا کا تھکا ہوا غیر ترقی یافتہ اسٹوڈنٹ باور کیا جاتا ہے اور جب دنیا کسی پر اپنے دروازے بند کرے تو وہ پہلے اسکول میں ماسٹری کے لئے منتخب ہو جاتا ہے، کیا ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ جو چیز کسی کام کی نہ ہو، اس کے لئے ہمارے بیٹے کو سجاوٹ کے اعزاز سے نوازا جائے؟

پھر آرٹس کے ''میٹرک'' یا ''بی اے'' کے مضامین کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ دینی علوم سے ان کی مناسبت کا تناسب کیا ہے؟ ان میں سے کون سا ایسا ہے جو اسکول کالج کے آسمان پر چاند بن کر چمک چکا کہ اب اس کی روشنی سے مدارس والوں کو تاریک راتوں میں راستہ سجھائی دے گا۔ مدارس میں درجہ اولیٰ میں داخلے کے لئے میٹرک کی شرط لگائی جاتی ہے۔ میٹرک کا ایک مضمون بھی ایسا نہیں جس کا اولیٰ کے مضامین (صرف، نحو، عربی، تجوید) سے کوئی خاص تعلق ہو۔ لے دے کے اردو رہ جاتی ہے کہ امتحانی پرچے لکھنے میں آسانی ہوگی، لیکن یہی مقصد اولیٰ سے پہلے یک سالہ ''تمہیدی عربی'' سے یا یک سالہ ''حفاظ عربی'' سے سو درجہ بہتر طریقے سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ طالب علم کو نحو وصرف اور عربی بھی نصف سے زیادہ آچکی ہوتی ہے اور وہ پرچے بھی عربی میں لکھنے کی استعداد حاصل کرلے گا۔ اگر مدارس میں ''اردو ادب کی تدریس وتمرین'' کا سلسلہ جاری ہوجائے تو اسکولی استعداد کی یہ آخری دلیل بھی خود بخود اپنی حیثیت کھو بیٹھے گی۔

۲:... آرٹس کے پانچ مضامین میں جو تھوڑی بہت جان ہے، یہ بھی اس وقت بے جان ہوجاتی ہے اور چارہ گر کا سارا چارا بے چارگی میں بدل جاتا ہے، جب اسے ریگولر کے بجائے پرائیویٹ طور پر پڑھا جاتا ہے۔ پرائیویٹ امیدواروں کی حد پرواز امتحانات سے چند دن پہلے نوٹس یا پھر سوالیہ پرچہ جات کے ذریعے تیاری شروع ہوتی ہے اور امتحان ہال میں بیٹھ کر کتابچے چھاپنے پر ختم ہوتی ہے۔ دینی مدارس کے طلبا ہوں یا عام پرائیویٹ امیدوار، ان کا کل ''مبلغ علم'' یہی نوٹس ہوتے ہیں۔ اکثریت نے اصل کتاب کھول کر بھی نہیں دیکھی ہوگی۔ اس تناظر میں خود اس دنیوی استعداد کی مضبوطی کا جو اپنی استعداد کو بہتر بنانے کے لئے حاصل کی جارہی ہے، کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ پھر بات یہ ہے کہ ہمارے یعنی پورے عالم اسلام، شرق وغرب، عرب وعجم کے امیر ترین ممالک کے معیاری ترین دنیوی ادارے دنیا کی پہلی پانچ سو یونیورسٹیوں میں کہیں نہیں آتے۔ یعنی ہمارے ہاں کی ڈسٹ بن ایجوکیشن کی تو حیثیت ہی کیا، عالم اسلام کے امیر ترین ملک مل کر بھی ایک قابل ذکر یا قابل فخر یونیورسٹی نہیں بنا سکے، جب قیمتوں کے بازار میں ان کی اپنی حیثیت یہ ہے تو وہ ہمیں کس عزت ومنصب سے سرفراز کرنا چاہتے ہیں؟

۳:... دینی اور دنیاوی علوم میں ایک بہت بڑا فرق نیت، نظریے اور ہدف کا بھی ہے۔ دینی مدرسے میں داخلے کے وقت پہلا سبق ''رضائے الٰہی'' کے حصول کے لئے ''تصحیح نیت'' کا اور رخصت ہوتے وقت آخری نصیحت امت کی ''صلاح وفلاح'' کے لئے ''فدائیت اور فنائیت'' کی ہوتی ہے۔ دنیوی اداروں میں ابتدائی سبق پیٹ اور جسم کی ضروریات اور شہوات کو پورا کرنے اور ''اعلیٰ مستقبل'' کے لئے محنت کرنے کا اور آخری عزم زیادہ سے زیادہ سہولیات ومراعات حاصل کرکے ریٹائرڈ ہونے اور اپنے پیچھے حب الوطنی اور انسان دوستی کی ''بے مثال وناقابل ذکر روایات'' چھوڑ جانے کا ہوتا ہے۔ دونوں کے یہاں اخلاص وایثار اور حب جاہ ومال کا جو نظریاتی فرق ہے، وہ آخر تک ان کے کردار اور کارکردگی میں جھلکتا ہے۔ دینی مدارس کے فضلا، کا (جن کو ابھی علیگڑھ تحریک کی ہوا نہیں لگی) ذہن یہ ہوتا ہے کہ وہ جتنی زیادہ مشقت اٹھائیں گے اتنے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گے، جبکہ دنیوی تعلیم یافتہ حضرات ''پہلے پیٹ پوجا پھر کم دوجا'' کے اصول پر عامل ہوتے ہیں۔ خطیر قومی سرمائے کے بل بوتے پر برسوں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کی خواہش ہوتی ہے کہ پر لگ جائیں اور وہ اڑ کر بیرون ملک کسی آنگن میں چہچہانے لگیں، آپ کو علاقے کے علاقے ایسے ملیں گے جہاں کوئی پرانا ڈاکٹر ہوگا نہ کوئی نیا میڈیکل گریجویٹ ہاؤس جاب کے لئے وہاں جانا چاہے گا، لیکن دین کے نام سے دور دراز دیہاتوں میں چھپر کے نیچے بیٹھے خدامت فقیر ضرور مل جائیں گے، جو کچھ نہ لے کر بھی اس قوم کی متاع عزیز کی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہے ہیں، جب مدارس میں دنیوی ڈگریوں کا چلن ہوجائے گا، تو وہاں بھی چٹائی کے بجائے کرسی، اور دال دلئے کے بجائے تنجن قورمے کا شوق پیدا ہوجائے گا اور ساری خیر وبرکت جو اس زندگی میں خلوص نیت اور زہد وقناعت کی برکت سے ہے جاتی رہے گی۔ خدانخواستہ جب یہ متاع کارواں جاتا رہے گا تو کچھ عرصہ بعد احساس

زیب بھی رخصت ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ بُرے دن دیکھنے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۴:...ایک بہت اہم چیز تجرباتی شواہد ہیں، جن حضرات نے خالص دینی تعلیم میں دنیاوی پچکاری کی کوشش کی، وہ طویل وجاں گسل محنت کے بعد ایک بھی ایسی مثال دینے سے قاصر وعاجز ہیں، جس کو دیکھنے والے بے اختیار اس ''حسین امتزاج'' کی افادیت کے قائل ہوجائیں، البتہ راقم فقط اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر ایسے بیسیوں فاضلان گرامی سے ملاقات وانٹرویو کرچکا ہے جو اگر خالص دینی تعلیم تک محدود رہتے اور اپنے دینی مطالعے کو ترقی دیتے تو بہت اچھے داعی بن کر احیاو اقامت دین کی کوششوں میں قابل قدر حصہ ڈال سکتے تھے، لیکن وہ اس ''حسین پچکاری'' کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوگئے تو پھر کہیں کے نہ رہے''ولا ینبئک مثل مجرب ''جن حضرات نے یہ تجربات کئے، ان کی عمر بھر کی محنت کے حاصل وصول کا تجزیہ تحلیل کیا جائے تو کھودے پہاڑ سے برآمدہ ''فویسق'' (چوہے) سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔ جن حضرات نے دونوں طرح کی تعلیم حاصل کرکے اپنے منصب ومیدان کو نہ چھوڑا، بلکہ علم وحکمت اور دعوت وتحقیق کے جھنڈے گاڑھے، یہ وہ لوگ تھے جو بنیادی طور پر (چٹائی اور تپائی پر دی جانے والی) خالص دینی تعلیم کی پیداوار تھی، پھر انہوں نے اپنے بنیادی نظریے اور ذہنی ساخت پر قائم رہتے ہوئے تخصصات یا خارجی مطالعے کے ذریعے کچھ ایسی مہارتیں حاصل کیں کہ مثالی خدمات انجام دینے کے قابل ہوگئے۔ اس سے کچھ حضرات کو غلط فہمی ہوگئی کہ ان کی استعداد کار شاید اس ''حسین امتزاج'' کی مرہون منت ہے۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ان کی خدمات اس ''امتزاج'' کی نہیں ''اصطلاع'' کے بل بوتے پر تھیں۔ یہ ''اطلاعاتی معلومات'' مہارتیں یا روئیے کچھ بھی کہہ لیں کوئی سا نام بھی دے لیں، بعد از فراغت منتخب لوگوں کے لئے مربوط نصاب کے ذریعے مرتب ماحول میں ہونی چاہئیں۔ ان کو ''درسِ نظامی'' کے دوران مدارس میں داخل کرنا یا درس نظامی کے بعد ہر ایک کے لئے جاری کرنا خودکشی کے ہم وزن وہم پلہ قسم کی غلطی ہے۔

۵:...جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا دنیوی علوم کی دینی علوم سے خاص مناسبت نہیں ہے، چہ جائیکہ انہیں مدارس میں داخلے کے لئے لازمی شرط یا موقوف علیہ بنایا جائے۔ میٹرک سطح کی انگریزی، سائنس یا مطالعہ پاکستان پڑھنے کے بعد اُولیٰ کے طالب علم کو ''نحو وصرف'' یا علوم عربیت سے کیا مناسبت پیدا ہوسکتی ہے اور جس معیار کی تعلیم ہمارے پیلے اسکولوں میں آرٹس کے عنوان سے ہے اور اہل مدارس کو چاروناچار اسی تیسری قسم پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ سرخ یا گلابی تعلیم (سائنس، کامرس) کے لئے ان کے پاس وقت نہیں۔ اس سے تو اردو کی دو سطریں یا اسلامیات کی دو سورتیں ''میٹریکولیٹ'' نامی مخلوق کو نہیں آپاتیں، چہ جائیکہ دوسری مضامین میں کوئی دسترس حاصل ہو۔ میٹرک پاس کو تو رہنے دیجئے ایک گریجویٹ بھی جب پہلے دن ''بـــدا!'' أسعدک اللّٰہ تعالیٰ فی الدارین ''پڑھتا ہے تو اس کے چودہ طبق روشن ہوجاتے ہیں۔ میٹرک میں دس سال لگانے سے بہت بہتر بلکہ بدرجہا بہتر ہے کہ حفظ کے دوران قرآنی عربی اور حفظ کے بعد ایک سالہ عربی کا نصاب پڑھوالیا جائے۔ اُولیٰ کے آدھے سے زیادہ مضامین حفظ بھی ہوجائیں گے اور عمر بھر کے لئے درسِ نظامی آسان اور مضبوط بھی ہوجائے گا۔ جس طرح دورۂ حدیث سے پہلے چھوٹا دورہ (موقوف علیہ) ہے، اس طرح اُولیٰ سے پہلے یہ ایک طرح کا چھوٹا اُولیٰ ہے۔ ایک فطری، طبعی اور منطقی چیز جو اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے بہترین بنیاد ثابت ہوسکتی ہے۔ اس کے مقابلے میں دو متقابل یا متضاد نظامِ تعلیم میں سے ایک کو دوسرے کی بنیاد یا شرط بنانا جتنا غیر فطری ہے اتنا ہی اپنی میراث اور اکابر کے طرز عمل یا تاریخ کی نفی کے مترادف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے اور اپنے اکابر کے طرز عمل اور ان کے دامن سے وابستہ رہتے ہوئے اس امانت کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ رب العزت کے فضل سے ہمارے پاس ''تراث الخیر'' کے طور پر محفوظ چلی آرہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گی۔

(ماہنامہ ''وفاق المدارس'' شعبان ۱۴۳۳ھ ملتان)

☆☆..................☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

سالانہ ختم نبوت کانفرنس بہاولپور

رپورٹ: مولانا محمد قاسم رحمانی

بہاول پور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۸؍ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد صادق بہاولپور میں سالانہ کانفرنس کا آغاز قاری محمد اقبال صاحب کی تلاوت قرآن سے ہوا، جناب حضور بخش عنصر نے ہدیہ نعت پیش کیا۔

مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ ختم نبوت چیچہ وطنی نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم نے اپنی زندگیاں ختم نبوت کی چوکیداری کے لئے وقف کردی ہیں جب تک جسم میں خون کا آخری قطرہ اور آخری سانس ہے، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کریں گے، عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے اس کا تحفظ ہر مسلمان کا فرض ہے، شہدائے یمامہ اور اکابرین ختم نبوت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے کہا کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت کے محافظ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تحفظ ختم نبوت کے لئے یمامہ کے میدان میں بارہ سو جلیل القدر صحابہ کرامؓ سے لے کر شہدائے ختم نبوت تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور کراچی کی سرزمین پر اکابرین ختم نبوت کی شہادتوں کو سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج بھی مسلمان اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ اپنی جان قربان کردیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، آبرو پر کسی قسم کی کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور مقدس میں اسود عنسی بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آپ نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اسود کو جہنم رسید کرو۔ اسود عنسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق قتل کیا گیا۔ دوسرا جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا اس کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتل کرایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سالار لشکر کو خط لکھا کہ منکرین ختم نبوت اور ان کی ذریت کو چن چن کر ختم کردو۔

مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا، قرآن کو، احادیث طیبہ کو بدلا، پورے دین اسلام کو بدلا، ہر نبی تین باتیں کرتا تھا: (۱) اپنی نبوت کی دعوت تبلیغ دین، (۲) اپنے سے پہلے والے نبی کی تصدیق، (۳) یہ کہ میرے بعد پیغمبر آئیں گے اور آخر میں آخری پیغمبر تشریف لائیں گے، جن کا نام احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا، ان پر ایمان لانا۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی آدمی نبوت کا دعویٰ کرے تو اس نے تمام انبیاء علیہم السلام کا انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نبی مان لینا کافی نہیں جب تک کہ آپ کو خاتم النبیین نہ مانا جائے۔

وادیٔ مہران کے عظیم سپوت، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما، سینیٹر ڈاکٹر مولانا خالد محمود سومرو نے اپنے بیان میں کہا کہ مسئلہ ختم نبوت سیاسی مسئلہ نہیں، ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ قادیانیت کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے، پہلے یہ صرف قادیان میں تھا، اب اسرائیل میں یہودیوں کے ساتھ مل کر امت مسلمہ اور دین اسلام کے خلاف سازشیں کررہا ہے اور کچھ حکمران بھی ان کے دام تزویر میں آچکے ہیں۔ ہم یہودیوں کی مرضی نہیں چلنے دیں گے۔ ۶؍ستمبر کا دن یوم دفاع پاکستان تھا، ۷؍ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت ہے، دفاع پاکستان اسلامی سرحدوں کا دفاع اور تحفظ ختم نبوت حضور اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت، دین، آئین قرآن کے تحفظ کا دن۔ ایمان کی سرحدوں کے تحفظ کے دن شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کو سلام عقیدت پیش کرتا ہوں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کے قائد مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی قیادت کو سلام پیش کرتا ہوں اور اکابرین ختم نبوت کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جب ہمیں تحفظ ختم نبوت کے لئے بلائیں گے سر پر کفن باندھ کر آئیں گے، ہم دور صدیقی کی یاد تازہ کردیں گے، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا یہودیوں، قادیانیوں کی نشریات بند کرے ورنہ ہم خود بند کرائیں گے۔ ہمیں بنیاد پرستی کا طعنہ دیا جاتا ہے، ہماری بنیاد کلمہ پر ہے قرآن پر ہے، سیرت طیبہ پر ہے، یہودیوں، قادیانیوں کی کوئی بنیاد نہیں، ہم عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کفر سمجھتے ہیں، عیسائی و یہودی ہمارے پیغمبر کی شان میں گستاخی کریں تو کوئی پوچھنے والا نہیں، خاکے بنائیں، قرآن کو جلائیں، علماء کرام کو شہید کریں، اگر ہم دفاع کے لئے

میدان میں آئیں تو شدت پسند ہیں، ہمیں دہشت گردی کا طعنہ دینے والا امریکا بہت بڑا دہشت گرد ہے، یہودی اقلیت میں ہیں، لیکن ان کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، ہم پاکستان میں یہودیوں کی مرضی نہیں چلنے دیں گے۔ تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے متعلق اگر امریکا نے پاکستان میں جارحیت کی تو امریکا سے کھلی جنگ ہوگی۔ مرزا قادیانی نے کہا: ''میں مہدی ہوں'' حالانکہ مہدی علیہ الرضوان ایک علامت بھی اس میں نہیں پائی جاتی۔ اس نے کہا کہ: ''میں عیسیٰ ہوں'' وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہے، یہ چراغ بی بی کے پیٹ سے نکلا ہے۔

مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا، اس فتنہ کے خلاف سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے کفر کا فتویٰ دیا۔ مسلمانوں نے نوے سال تک جدوجہد کی۔ بالآخر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء شام چار بجے پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے مطالبہ تسلیم کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

مولانا عبدالغفور حقانی نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم جان، مال، عزت، آبرو، بیوی، بچے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت، آبرو پر قربان کردیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اکابرین ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے جیلیں کاٹیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، ان کی قربانیوں سے یہ مسئلہ حل ہوا اور قادیانیوں کو چوہڑے چماروں کی صف میں کھڑا کردیا۔ آخر میں راقم الحروف نے بھی مختصر بیان کیا اس طرح یہ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

کانفرنس میں متفقہ طور پر پاس کی جانے والی قراردادیں:

(۱) قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے، امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

(۲) ملک، ملت کے غدار قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

(۳) مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

(۴) چناب نگر کی کچی آبادی کے عوام کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔

(۵) چودہ کروڑ عوام تحفظ ناموس رسالت آرڈیننس پر شب خون مارنے کی اجازت نہیں دے گی۔

(۶) امریکی دباؤ پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے، پاکستانی عوام برداشت نہیں کرے گی۔

(۷) انبیاء علیہم السلام پر بنائی جانے والی فلمیں کھلی گستاخی ہیں، ان کو فوراً بند کیا جائے، جن چینلوں سے ریلیز ہورہی ہیں ان کو سیل کیا جائے۔

☆☆..............☆☆

اوکاڑہ اور قرب وجوار کے شہروں اور قصبوں میں یومِ تحفظِ ختم نبوت

اوکاڑہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ملک کے تمام شہروں کی طرح اوکاڑہ اور قرب وجوار کے شہروں اور قصبوں میں بھی خطباء، علماء نے یوم تحفظ ختم نبوت بھرپور انداز میں منایا۔ چنانچہ مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے مرکزی جامع مسجد مدنی میں، دفتر ختم نبوت جامعہ محی الاسلام نئی غلہ منڈی میں مولانا قاری غلام محمود انور نے، صابری کالونی مدینۃ الخیر میں مولانا قاری الیاس، مرکزی جامع مسجد عثمانیہ گول چوک میں قاری سعید احمد عثمانی، جامعہ مدنیہ شیخ بستی اوکاڑہ میں مولانا سید شمس الحق گیلانی نے، صدیق نگر میں مولانا نذیر احمد نعمانی، جامعہ اشرفیہ رحمٰن کالونی میں مولانا عبدالقدیر، جامعہ قاسمیہ میں مفتی عبدالقیوم، ندیم پارک مسجد حق چار یار میں مولانا مفتی رشید احمد، مرکزی عیدگاہ محمودیہ میں مولانا اسحاق بدر، فیصل کالونی میں مولانا عطاء اللہ رحیمی، بستی رحمت پورہ میں قاری محمد اشرف، خان کالونی جامعہ ابراہیم میں مولانا قاری اسحاق غازی، مولانا سید رمضان شاہ نے جامعہ حسینیہ میں، گورنمنٹ کالونی مسجد فاروقیہ میں مولانا افتخار احمد، رینالہ خورد مرکزی مدرسہ جامعہ محمودیہ میں مولانا اکرام اللہ، مسجد الیاس میں مولانا عبدالرحمٰن، جامع مسجد شاہی دیپال پور میں سید محمد انور شاہ بخاری، جامع مسجد ریاض الجنۃ میں حافظ محمد شعبان، مرکزی جامع مسجد غلہ منڈی مولانا رفیق عابد نے، چوکی مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم میں شیخ الحدیث مولانا ہارون رشید رشیدی، پروفیسر مسعود الحسن، مسجد عثمانیہ چونیاں شہر میں چوکی والی مسجد میں مولانا عبداللطیف، محمد خان والی مسجد میں مولانا مقصود احمد، الہ آباد مفتی عبدالعزیز عزیزی، جامعہ رحمانیہ قصور کی مرکزی جامع مسجد گنبد والی میں مولانا سید زبیر شاہ ہمدانی، جامعہ علی المرتضیٰ، جامعہ رحیمیہ میں قاری مشتاق احمد رحیمی، قاری سیف اللہ رحیمی، مولانا عبدالرحیم نے مبارک مسجد کوٹ مراد خان قاری حبیب اللہ قادری نے مولانا حافظ حنیف ظفر ایڈووکیٹ کے علاوہ اکثر مساجد میں ۷؍ستمبر کے حوالے سے خطبہ جمعہ میں بھرپور انداز میں شہدا ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا اور اس بات کا عزم کیا گیا کہ قادیانیت کا ہر محاذ پر، ہر جگہ تعاقب کیا جائے گا۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس یدن سرکاری سطح پر منائے جانے کا اعلان کرے اور قادیانیوں کو مثبت انداز میں دعوت اسلام پیش کی جائے۔

سرائے نورنگ میں یومِ تحفظِ ختم نبوت

رپورٹ: محمد ابراہیم ادہمی

لکی مروت ... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرائے نورنگ ضلع لکی مروت نے فیصلہ کیا کہ ۷/ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت پورے شان وشوکت سے منایا جائے گا۔ چنانچہ یکم ستمبر ۲۰۱۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (سرائے نورنگ) ضلع لکی مروت کا ایک اہم اجلاس استاذ الحدیث مولانا مفتی عبدالغفار صاحب سینئر نائب امیر ختم نبوت کی زیر صدارت میں جامع مسجد میناری میں ہوا۔ جنرل سیکریٹری مولانا عبدالرحیم صاحب نے ایجنڈا پیش کیا۔ اجلاس کے شرکا، مفتی ضیاء اللہ، مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم مالیات ختم نبوت ضلع لکی مروت صاحبزادہ امین اللہ، سیکریٹری اطلاعات اور مولانا محمد طیب نے شرکت کی اور اہم فیصلے کیے۔

۵/ستمبر بروز بدھ دوپہر ۳ بجے علماء کرام، خطباء، عظام اور صحافی حضرات کے لئے پُرتکلف چائے کا پروگرام بھی جامع مسجد میناری میں کیا الحمدللہ بڑی تعداد میں علماء، خطباء، ائمہ مساجد کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنما مولانا قاری سیف الرحمٰن لکی مروت کے جنرل سیکریٹری مولانا بشیر احمد حقانی لکی مروت کے سابقہ جنرل سیکریٹری مولانا اعزاز اللہ، مولانا عبدالرحیم، مفتی ضیاء اللہ، مولانا محمد ابراہیم ادہمی، بزرگ عالم دین مولانا حافظ امیر پیاؤ شاہ، مولانا غلام محمد، مفتی رضوان، انصار الاسلام مولانا گلفراز، مولانا عبدالصبور، صاحبزادہ امین اللہ، محمد طیب طوفانی، سابقہ ناظم مالیات اور بزرگ شخصیت حاجی شیر علی خان نے اپنے بیٹوں سمیت اجلاس میں شرکت کی۔ ۷/ستمبر کے پروگراموں کو حتمی شکل دی گئی۔

۷/ستمبر بروز جمعۃ المبارک صبح سویرے سے ہی بارش شروع ہوئی تھی جو سرائے نورنگ کی تاریخ کی ریکارڈ بارش تھی لیکن میں شمع رسالت کے پروانوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ شدید طوفانی بارش میں بھی انہوں نے ۷/ستمبر کے پروگرام میں شرکت کرکے تحصیل نورنگ کی تاریخ میں ایک ریکارڈ قائم کیا۔

شدید طوفانی بارش کی وجہ سے ختم نبوت کے راہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ بارش کی وجہ سے ۷/ستمبر کی ریلی کو تبدیل کرکے جامع مسجد مولانا جمعہ خان صاحب میں یوم تحفظ ختم نبوت کی عظیم الشان کانفرنس ہوگی۔

کانفرنس کی ابتداءً قاری محمد اسماعیل تحسینی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوئی، صدارت کے فرائض بزرگ عالم دین جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے امیر مولانا عبدالرحیم نے انجام دیے۔

کانفرنس سے ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار حیدری، لکی مروت کے جنرل سیکریٹری مولانا بشیر احمد حقانی، تحصیل نورنگ کے امیر اور ختم نبوت کے ڈپٹی سیکریٹری مفتی ضیاء اللہ، راقم الحروف اور مولانا عبدالرحیم نے خطاب کیا اور عہد کیا کہ جو تحریک رئیس المحدثین حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمدؒ، قائد جمعیت مفکر اسلام مفتی محمودؒ، بابائے جمعیت مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور دیگر اکابرین نے شروع کی تھی۔ ہم اپنے اکابرین کے مشن پر آخری دم تک قائم رہیں گے اور قادیانیت کا مقابلہ ہر میدان میں کریں گے اور دفاع ناموس رسالت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ مولانا عبدالستار حیدری نے پارلیمنٹ کے اندر قائد جمعیت مولانا مفتی محمودؒ، بابائے جمعیت مولانا غلام غوث ہزارویؒ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور دیگر اکابرین کے مجاہدانہ کردار پر مفصل اور مدلل خطاب کیا اور کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام ایک سکہ کے دورخ ہے دونوں لازم وملزوم ہیں۔

آخر میں راقم الحروف نے قرارداد پیش کی کہ ۶/ستمبر یوم دفاع پاکستان اور ۷/ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت کے موقع پر ہم صدر پاکستان، وزیراعظم چیف جسٹس، آرمی چیف، وزرائے اعلیٰ، گورنرز اور دیگر حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ عاشق ناموس رسالت جناب غازی ممتاز حسین قادری کو رہا کیا جائے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب نے اختتامی دعا کی۔ ضلع لکی مروت کے تمام خطباء نے نماز جمعہ کے خطبوں میں ۷/ستمبر کے موضوع پر بیانات کیے۔

☆☆..............☆☆

کاغذ کی کشتی

مولانا غلام رسول دین پوری

یہ ایک حقیقت ہے کہ ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہوئے ہیں، جن کا تذکرہ قرآن مقدس میں تقریباً تینتالیس جگہ آیا ہے، جس قوم کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ہوئی وہ توحید خداوندی اور صحیح مذہب سے یکسر ناآشنا ہو چکی تھی حضرت نوح علیہ السلام نے شب و روز ایک کر کے اسے سمجھایا کہ شاید یہ بدبخت قوم سمجھ جائے اور رحمت خداوندی کی آغوش میں آجائے مگر قوم نہ سمجھی، جس قدر حضرت نے سمجھایا اسی قدر بلکہ اس سے کہیں زیادہ قوم نے بغض وعناد میں سرگرمی کا مظاہرہ کیا جس کی تمام تر تفصیلات قرآن پاک میں موجود ہیں، بالآخر جب قوم کی ہدایت سے بالکل مایوس ہوگئے اور حضرت کی ساڑھے نوسوسالہ دعوت وتبلیغ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا تو سخت کبیدۂ خاطر اور ملول ہوئے تب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ:

"رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا"

ترجمہ:"اے پروردگار تو کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر باقی مت چھوڑ۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور کشتی تیار کرنے کا حکم فرمایا تاکہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے مومنین قانتین عذاب سے محفوظ ہوجائیں، قوم کفار نے مذاق اڑانا شروع کردیا، حضرت کشتی بناتے رہے، آخر سفینۂ نوح تیار ہوگیا اور عذاب خداوندی کا وقت بھی قریب آپہنچا، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مومنین کاملین اور دیگر مخلوق کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم فرمایا، حضرت نے انہیں سوار کیا طوفان شروع ہوا، آسمان سے پانی برسا، زمین سے بھی ابلا، جب تک طوفان رہا کشتی تیرتی رہی، مومنین محفوظ رہے، کفار اور معاندین غرق درآب ہوگئے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو چودہ صدیوں سے قرآن پاک بیان کر رہا ہے اور امت مسلمہ پڑھ پڑھ کر اپنے ایمان کو جلا بخش رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں روز افزوں بڑھ رہی ہے۔

اس کے بالمقابل دیکھئے! قادیان کا دہقان جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے جب اسے دعویٰ نبوت کا شوق چڑھا اور حرص نے گھیرا کیا تو تمام نبیوں کے مجموعہ بننے کا جی للچایا، تو اپنی کتاب اربعین نمبر۴، میں لکھ مارا کہ:

"اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔" (حاشیہ اربعین نمبر۴، ص:۶، روحانی خزائن ص:۴۳۵، ج:۱۷)

اور دوسری کتاب میں ہے:

"واللّٰہ انی غالب وسیظہر شوکتی وکل ھالک الا من قعد فی سفینتی۔"

(البشریٰ، ج:۲، ص:۱۲۹، تذکرہ ص:۷۱۳، ص:۳)

ترجمہ: "بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہوجائے گی اور ہر ایک مرے گا، مگر وہی بچے گا جو میری کشتی میں بیٹھے گا۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے جو کشتی بنائی تھی سب مسلمان جانتے ہیں وہ تختوں اور کیلوں سے مرصع تھی اور اس میں سوار ہونے والے مسلمان اور مومنین کاملین عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ مرزا قادیانی نے کس طرح کی کشتی بنائی؟ مرزائیوں سے پوچھو تو وہ صرف بتائیں گے نہیں بلکہ دکھا بھی دیں گے اور دے بھی دیں گے وہ ہے "کشتی نوح" ایک طرف مرزا قادیانی اپنی بیعت کو "کشتی نوح" کہہ رہا ہے اور دوسری طرف "کشتی نوح" لکھ کر اپنی امت (مرزائیہ) کو دے دی اور یہ کہہ دیا کہ مشکلات میں اور عذاب الٰہی سے بچنے میں میری کشتی تمہیں کام آئے گی جو مرزائی اس میں بیٹھے گا بچ جائے گا۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کشتی کاغذ کی کشتی ہے، کاغذ پانی کا نام سنتے ہی گلنا شروع کردیتا ہے، آگ تو اس کا وجود ہی ختم کردیتی ہے، آخرت میں تو یقیناً کام نہیں آئے گی، دنیا میں جگہ جگہ طوفان آرہے ہیں، سیلاب آرہے ہیں، جگہ جگہ بارشیں موسلادھار برس رہی ہیں تھمنے کا نام نہیں لیتیں۔ قادیانی امت بہت پریشان ہے، پاکستان میں بھی اور بیرون پاکستان برطانیہ، امریکا، جرمنی وغیرہ میں بھی، قادیانی مجلات، اخبارات ورسائل چیخ رہے ہیں کہ قادیانیت پر ظلم ہورہا ہے، پاکستان وبیرون پاکستان میں جی نہیں سکتے، ان تمام تر مشکلات میں قادیانی مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کاغذ کی "کشتی نوح" میں سوار کیوں نہیں ہوتے؟ طوفانوں سے کیوں نہیں بچ جاتے؟ نیز کم از کم امت مسلمہ کو یقین دلانے کے لئے ایک مرتبہ مرزا قادیانی کی کاغذ کی "کشتی نوح" پر سوار ہوکر چناب نگر کے "دریائے چناب" کو پار کرکے تو دکھائیں اور سمجھائیں کہ یوں مرزا قادیانی کی کاغذ کی "کشتی نوح" پر سوار ہوکر طوفانوں، سیلاب وغیرہ سے بچا جاسکتا ہے، یہ مرزائیوں اور مرزا قادیانی کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہوگی، دیکھیں! مرزائیوں میں سے کون کمر ہمت باندھتا ہے؟؟

واللہ ھو الہادی الی سواء السبیل

خبروں پر ایک نظر

پوری دنیا میں ختم نبوت کے غداروں کو ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں پھینک کر دم لیں گے: مولانا اللہ وسایا

قصہ خوانی بازار پشاور، مردان، نوشہرہ، چارسدہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب

پشاور... (محمد نعیم اختر، قاری عاصم سمیع) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ فتنہ قادیانیت کا تعاقب ہر سطح پر جاری رکھا جائے گا پوری دنیا میں ختم نبوت کے غداروں کو ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں پھینک کر دم لیں گے وہ 7 ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے قصہ خوانی بازار پشاور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔اس کانفرنس میں بارش کے باوجود ہزاروں عاشقان رسول نے شرکت کی سعادت حاصل کی، اس موقع پر قاری سمیع اللہ جان فاروقی، مولانا خیر البشر نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت پیر طریقت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانی جو مرزا غلام قادیانی کو نبی تسلیم کرتے ہیں اور عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کا شمار غیر مسلم اقلیتوں میں ہوتا ہے۔اس تاریخ ساز فیصلے پر پہنچنے کے لئے جو قربانیاں دی گئی ہیں اس کی 90 سالہ تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ منکرین ختم نبوت قادیانی اسلام اور وطن عزیز دونوں کے غدار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ جیسے اکابرین نے جو مشن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سونپا ہے انشاء اللہ ان کے مشن کو پورا کر کے میدان حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اکابرین کے سامنے سرخرو ہونگے اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب کو مرتے دم تک جاری رکھیں گے۔اس موقع پر مجلس کے صوبائی امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے سامعین سے قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔آخر میں مولانا شفیق الرحمن صاحب نے چند قراردادیں پیش کیں اجتماع نے متفقہ طور پر ان کی منظوری دی۔

8 ستمبر بروز ہفتہ مردان، نوشہرہ، چارسدہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں:

مردان میں عیدگاہ ششی روڈ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا انہوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں اعلیٰ سرکاری اور حساس عہدوں پر فائز قادیانیوں کو فی الفور عہدوں سے ہٹایا جائے۔ کانفرنس سے مجلس کے صوبائی امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی جنرل سیکرٹری ممبر قومی اسمبلی مولانا محمد قاسم، ڈاکٹر شیر علی شاہ، جمعیت کے ضلعی امیر مولانا شجاع الملک، مرکزی تنظیم تاجران کے جنرل سیکرٹری احسان بادشاہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا اکرام الحق نے بھی خطاب کیا۔جلسہ کی صدارت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم ٹیکسلا نے فرمائی۔کانفرنس کے مہمان خصوصی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید، شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوار دامت برکاتہم تھے۔مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیوں نے انگریز سے ساز باز کر کے پاکستان اور اسلام کو نقصان پہنچایا اور اب بھی سازشوں میں مصروف ہیں انہوں نے کہا کہ ملک میں دینی مدارس کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں ممتاز علماء کرام کو چن چن کر شہید کیا جا رہا ہے افغانستان، پاکستان، برما، فلسطین اور کشمیر میں بے گناہ نہتے مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے قوم بیدار ہو کر ختم نبوت کے غداروں کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔

نوشہرہ میں حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مفتی شہاب الدین پوپلزئی، قاری محمد اسلم امیر مجلس ضلع نوشہرہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سفر و حضر کے ساتھی حضرت مولانا مجاہد خان الحسینی دامت برکاتہم اور قاضی خلیل الرحمن خطیب جامع مسجد نوشہرہ کینٹ نے اجتماع سے خطاب کیا۔اس موقع پر دو قادیانی زاہد حسین اور طاہر حسین مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوگئے۔

چارسدہ میں کانفرنس سے خطاب کرتے

ہوئے مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اعلان کیا کہ آئین میں قادیانیوں اور لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور انسداد توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانی کافر ہیں۔ قادیانی بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف عمل ہیں۔ قادیانی سامراج کے ایجنٹ ہیں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے مطابق قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی یہ اپنے مذہب کا پرچار کر سکتے ہیں۔ جب تک اس سرزمین پر ایک بھی قادیانی موجود ہے، ان کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی۔ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر سابق ایم این اے مولانا سید گوہر شاہ اور سابق ایم این اے مولانا غلام محمد صادق اور ضلعی امیر مجلس حضرت مولانا حزب اللہ صاحب نے بھی خطاب کیا۔ ان تمام کانفرنسوں میں علماء کرام مشائخ عظام اور مسلمانوں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ 7 ستمبر یوم ختم نبوت کے سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں میں جامع مسجد حافظ جی سے ضلعی امیر مجلس مفتی عظمت اللہ صاحب کی قیادت میں عظیم الشان ریلی نکالی گئی جس میں مولانا سید نسیم علی شاہ، ظہیر الدین ایڈوکیٹ اور دیگر علماء وزعماء نے قیادت کی۔

اسلام مخالف فلم اور تحریریں مذہبی دہشت گردی کے مصداق ہیں

☆ کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے علماء کرام کے ایک وفد سے گفتگو کرتے ہوئے گستاخانہ فلم کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ آئے روز دانستہ طور پر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور توہین کر کے مسلم امہ کی دل آزاری اور ان کے مذہبی جذبات مجروح کئے جاتے ہیں۔ امریکا اور یورپی ممالک آزادی اظہار رائے پر کوئی قدغن لگانا تو ہرگز پسند نہیں کرتے مگر مسلمانوں کے حقوق کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے، اس سے امن عالم متاثر ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ ''مہذب دنیا'' مسلم ممالک میں خیر سگالی کی خواہشمند ہے تو اپنے ممالک میں ایسی قانون سازی کرے جس کی رو سے کسی مذہب یا پیغمبر کی اہانت اور توہین کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔ وفد میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا اور خورشید احمد شریک تھے۔

دریں اثنا جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عبدالغفور حیدری نے آج دفتر ختم نبوت کراچی میں تشریف آوری کے موقع پر علماء و مشائخ اور کارکنان ختم نبوت سے ملاقات کے دوران کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص کفر ہے۔ کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ اسلام دشمنوں کی طرف سے اسلام مخالف فلم اور تحریریں مذہبی دہشت گردی کے مصداق ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ویب سائٹ یوٹیوب سے اشتعال انگیز فلم ہٹانے کے لئے امریکی حکومت پر زور دیا جائے، علاوہ ازیں مسلمان بھی یوٹیوب کا بائیکاٹ کریں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور دریدہ دہنی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی

☆ کراچی (پ ر) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور دریدہ دہنی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔ مغربی ممالک میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ دشمنان اسلام بوکھلاہٹ میں مسلمانوں کی محترم اور مقدس ہستیوں کی توہین و تنقیص اور گستاخی کے مرتکب ہو کر اپنے خبث باطن کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحی مطمئن اور دیگر رہنماؤں نے پریس کلب میں پُرامن احتجاجی مظاہرہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ ہزاروں عاشقان مصطفی سے پُرجوش خطاب کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور آپ کی شان میں کسی قسم کی دریدہ دہنی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اسلام اپنی امن پسندانہ، باہمی اخوت و مروت، رحم دلی اور حسن سلوک کی روشن روایات کی بدولت مغربی ممالک میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اسلام کو کفر قرار دینے والے جہالت کی گھٹاٹوپ وادیوں میں رہتے ہیں۔ مولانا عبدالحی مطمئن نے کہا کہ گستاخ امریکی فلم ساز اور اس کے پشت پناہوں کو ان کے گھناؤنے کردار کی قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ دشمنان اسلام، اسلام کی مقبولیت سے بوکھلاہٹ کا شکار ہیں اور وہ مسلمانوں کی محترم اور مقدس ہستیوں کی توہین و تنقیص اور گستاخی کے مرتکب ہو کر اپنے خبث باطن کا اظہار کر رہے ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت کو اپنائیں اور دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔ مولانا نے ارباب اقتدار سے مطالبہ کیا کہ امریکی حکومت سے موثر احتجاج کیا جائے اور ویب سائٹ یوٹیوب سے دل آزار اور گستاخ فلم بند کی جائے۔

جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء اور چند تلخ حقائق

عمار یاسر

پاکستان آرمی کے ایک سابق چیف جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کو اکثر و بیشتر ایک لا حاصل جنگ قرار دیتے ہیں۔ صدر ایوب خان کے عہد اقتدار میں پاکستان دفاعی لحاظ سے ترقی کی منازل طے کر رہا تھا، اسی اثنا میں بھارت اور چین کے درمیان جنگ ہوئی اور اس کے بعد روس اور مغربی ممالک نے اپنی اسلحہ مارکیٹوں کے دروازے بھارت کے لئے کھول دیے۔ ادھر صدر ایوب خان نے بھی ملکی افواج پر مکمل توجہ مرکوز رکھی اور بری، بحری اور فضائی افواج کو جدید ترین اسلحہ مہیا کیا۔ بری افواج کے لئے بہترین ٹینک M47 اور M48 حاصل کئے گئے۔ آرٹلری کے لئے جدید ترین گنز ہاوٗزر لئے گئے۔ اس وقت تک ۱۰۶ ایم آر کو دنیا میں بہترین ٹینک شکن ہتھیار کی حیثیت حاصل تھی۔ آرمی کی ہر انفنٹری یونٹ اور ہر آرمڈ رجمنٹ کو یہ ہتھیار مہیا کئے گئے تھے تاہم امریکا نے محدود تعداد میں آرٹلری اور ٹینک شکن ہتھیاروں کا گولا بارود فراہم کیا تھا۔ پاک بحریہ کے پاس بھارتی بحریہ سے برتر اسلحہ تھا۔ فضائیہ میں ہم بہت آگے تھے۔ ہمارے پاس F-86 سیبر اور F-104 اسٹار فائٹر طیارے موجود تھے۔ ہماری طیارہ شکن توپیں اعلیٰ پائے کی تھیں۔ پاکستان کی تینوں مسلح افواج کا مورال بہت بلند تھا، تاہم اعلیٰ کمان کے بارے میں تحفظات تھے۔ بیشتر کلیدی اسامیوں پر قادیانی تعینات تھے۔ آرمی چیف جنرل موسیٰ خان ہزارہ قوت فیصلہ سے محروم تھے، ایئر چیف ایئر مارشل اصغر خان زبردست قادیانی نواز تھے اور موصوف نے انڈین ایئر چیف کو یقین دلایا تھا کہ جنگ کی صورت میں پاک فضائیہ بری افواج کو کلوز سپورٹ مشن مہیا نہیں کرے گی۔ صدر ایوب خان نے اس پر فوری طور پر اسے فضائیہ کی کمان سے ڈسمس کر کے ایئر مارشل نور خان کو نیا چیف نامزد کیا تھا۔

اس وقت کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو کے انتہائی قریبی تعلقات میجر جنرل علی ملک (قادیانی) اور سیکرٹری خارجہ عزیز احمد (قادیانی) کے ساتھ تھے۔ ان تینوں نے مقبولیت حاصل کرنے کے لئے "آپریشن جبرالٹر" جیسا خوفناک منصوبہ بنایا۔ آرمی چیف جنرل موسیٰ خان اس منصوبے سے بے خبر تھے۔ یہ ٹرائیکا یا تو جان بوجھ کر پاکستان کو بھرپور جنگ میں دھکیلنا چاہتی تھی یا قادیانی لابی کے اپنے مذموم عزائم تھے۔ اس ٹرائیکا نے کشمیر میں گوریلے بھیجے لیکن ناکامی ہوئی۔ چھمب اور جوڑیاں پر ۴؍ستمبر ۶۵ء کے دن ہماری افواج نے قبضہ کیا۔ بھارتی افواج حرکت میں آگئیں، ۴؍ستمبر ۶۵ء کی رات چین کی حکومت نے ہمیں اطلاع دی کہ بھارتی افواج بین الاقوامی سرحد سے پاکستان پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ ہماری وزارت خارجہ نے یہ اطلاع صدر ایوب خان تک نہ جانے دی اور یوں ۶؍ستمبر کی علی الصبح بھارتی افواج نے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ ۳۶ گھنٹوں کے اندر اندر لاہور اور سیالکوٹ کے محاذوں پر زبردست جنگ شروع ہوگئی۔ پاکستان آرمی نے جان توڑ کوشش کر کے بھارتی یلغار کو روکا۔ پاک فضائیہ نے بھارتی آرمز کے کس بل نکال دیے۔ ایم ایم عالم نے فضائی تاریخ کا نیا ریکارڈ قائم کیا۔ پاک بحریہ نے بھارتی بحریہ کو کچل کر رکھ دیا۔ دوارکا بندرگاہ تباہ کی گئی اور غازی آبدوز کے عملے نے بھارتی بحریہ کا ایک تباہ کن جہاز غرق کر دیا۔

الغرض ۱۷ روزہ شدید جنگ میں مسلح افواج کا رینک اور فائل لڑتا رہا اور کچھ "ہستیاں" اپنا سیاسی کیریئر بناتی رہیں۔ وزیر خارجہ بھٹو نے اعلان کیا "ہم کشمیر کیلئے ہزار برس تک لڑیں گے۔" یہ بڑھک مئی ۱۹۷۲ء میں شملہ میں دفن کر دی گئی۔ ۱۷ روز کے بعد جنگ بندی ہوئی، عزم و ہمت کی داستانوں کے باوجود یہ جنگ لا حاصل رہی، کیونکہ ہمارا ۸۳ فیصد گولا بارود خرچ ہوا جبکہ بھارتی افواج کا ۲۲ فیصد گولا بارود خرچ ہوا۔ ہم نے راجستھان، سلیمانکی اور چھمب جوڑیاں میں کل ۱۶۰۰ مربع میل پر قبضہ کیا، جبکہ بھارت نے لاہور اور سیالکوٹ کے ۴۸۶ مربع میل گنجان آباد علاقے قبضہ میں لئے۔ ہماری معیشت بری طرح تباہ ہوگئی۔ امریکا اور مغربی خارجہ پالیسی ناکامی کی آخری حدود پر آگئی۔ روس اور یورپی ممالک نے بھارت کے لئے اپنی ساری اسلحہ مارکیٹیں کھول دیں، ہمیں فاضل پرزے نہ ملے تو ہمارے ٹینک اور طیارے بیکار ہونے لگے۔

جنگ بندی کے بعد ہمارے بہادر افسروں اور جوانوں کو نظر انداز کر کے زیادہ تر تمغے قادیانیوں کو دیے گئے۔ صدر ایوب خان وزارت خارجہ پر برہم ہوئے۔ اپنے دورۂ امریکا میں وزیر خارجہ کو ساتھ لے

گئے، لیکن مذاکرات میں شامل نہ کیا، اس جنگ میں ہماری سپاہ نے دفاع وطن کے لئے جانیں دیں لیکن سیاسی افق پر وہ شخص ابھر کر سامنے آیا جس نے آنجہانی میجر جنرل اختر علی قادیانی کے ساتھ مل کر آپریشن جبرالٹر شروع کروایا تھا۔ صدر ایوب خان نے جنوری ۱۹۶۶ء میں اس معاہدہ تاشقند پر دستخط کئے جس کی ڈرافٹنگ ان کے وزیر خارجہ بھٹو صاحب نے کی تھی۔ تاشقند سے واپسی پر صدر ایوب نے اپنے وزیر خارجہ کو برطرف کردیا لیکن یہ ''ہستی'' اب ہر دلعزیز ہوچکی تھی۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہم نے کیا کھویا کیا پایا؟

بادی النظر میں یہ جنگ لاحاصل رہی اور دراصل مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا۔ اس سے ہماری دفاعی صلاحیت اور حربی اہلیت متاثر ہوئی۔ ہمارے ملک پر زبردست پابندیاں لگیں، عالم کفر بھارت کا ہمنوا بن گیا۔ اسی جنگ کے نتیجے میں روٹی، کپڑا اور مکان کی فراہمی کے نعرے بلند ہوئے۔ تینوں مسلح افواج میں قادیانیوں کو تمغے اور ترقیاں مل گئیں اور یوں ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران کلیدی محاذوں کی کمان عبدالعلی جیسے قادیانی جنرلز کے پاس تھی۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بارے میں جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ کا تبصرہ یقیناً درست ہے۔ مقام افسوس ہے کہ اس جنگ کا ایک بھگوڑا لیفٹیننٹ پرویز مشرف کورٹ مارشل سے بچ گیا اور بعدازاں ملک و قوم کے لئے عذاب بن گیا۔ جھوٹی شہرت پر تمغے حاصل کرنے والے اختر علی، عبدالعلی، حسن حفیظ احمد، ظفر چوہدری اور عبدالرحیم جیسے قادیانی ۱۹۷۱ء میں مغربی محاذ پر ہماری ناکامی کا باعث بنے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹؍ستمبر ۲۰۱۲ء)

صوبہ خیبر پختونخوا میں ختم نبوت کانفرنسوں کی بہاریں

پشاور ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام صوبہ بھر کے ضلعی ہیڈکوارٹرز میں 7 ستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے ایبٹ آباد، پشاور، کرک، کوہاٹ، سرائے نورنگ، بنوں، مردان، نوشہرہ، چارسدہ میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوئے۔ اجتماعات سے مرکزی قائدین حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، صوبائی امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، مولانا قاری سمیع اللہ جان فاروقی، مولانا خیر البشر، مولانا اکرام الحق، مولانا محمد قاسم ایم این اے، مولانا شجاع الملک، مولانا قاری محمد اسلم، مولانا مجاہد خان الحسینی، مولانا حزب اللہ، مولانا سید محمد گوہر شاہ، مولانا مفتی عبداللہ شاہ، مولانا غلام محمد صادق نے خطاب کیا۔ پشاور مردان میں کانفرنسوں کی صدارت حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم ٹیکسلا نے کی۔

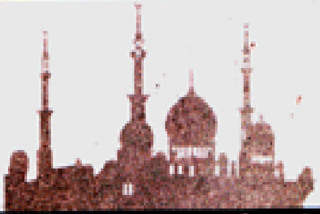
مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلر
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ
این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک ''جی'' برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

حق بات ہے یہ دنیا والو! مرزا کی نبوت جعلی ہے

لب پر ہیں ترانے الفت کے، دل خوفِ خدا سے خالی ہے
حق بات ہے یہ دنیا والو! مرزا کی نبوت جعلی ہے
چہرے پہ نقاب تقدس کا، اور دل پہ تسلط باطل کا
مخلوق کو بہکانے کی عجب، ظالم نے راہ نکالی ہے
''استادِ ملائک'' نے جانے، کیا پھونک دیا ہے کانوں میں
دعویٰ ہے نبوت کا لیکن، اک بات میں سَو سَو گالی ہے
جو دینِ محمد ﷺ چھوڑ گئے، اللہ سے ناتا توڑ گئے
ان بندوں کا دنیا میں تو کیا، عقبیٰ میں بھی شیطاں والی ہے
اندھیر ہے روزِ روشن میں، یہ چوری یہ سینہ زوری
سرکارِ دوعالم ﷺ کی مسند، اک ظالم نے سرکالی ہے
مذہب کا لبادہ اوڑھ کے بھی، عریاں ہے جبلت مرزا کی
بہروپ نہیں چھپ سکتا کبھی، یہ دنیا دیکھی بھالی ہے
روفو کو بھلا کیسے بھولیں وہ طفل پری وہ ماہ لقا
وہ جس کا تصور آتے ہی ''ہر رات ان کی دیوالی ہے''
جس کافر نے چمکائی تھی، دکانِ نبوت میرزا کی
وہ کافر یاں سے جا ہی چکا، دکان بھی جانے والی ہے

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔ بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402، 0321-2277304